

سلسلہ
مواظظ حسنہ نمبر ۱۰

منازل سلوک

(قرآن پاک کی روشنی میں)

عارف باللہ حضرت اقبال مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دہلی کا تہم

کتب خانہ مظہری

گلشن اقبال ۲ پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی فون ۳۶۸۱۱۲-۳۹۹۲۱۲۶

سلسلہ مواعظ حسنہ نمبر ۱۰

منازلِ سلوک

(قرآن پاک کی روشنی میں)

عارف باللہ حضرت اقبال مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دہشت کا تہم

ناشر

کتاب خانہ مظہری

گلشن اقبال، پوسٹ بکس ۱۱۱۸۲

کراچی نمبر ۳۶۸۱۱۲ ۳۹۹۲۱۷۶

انتساب

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات درحقیقت مرشدنا و مولانا محی السنتہ
حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب دامت برکاتہم اور حضرت اقدس
مولانا شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت اقدس
مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی صحبتوں کے فیوض
و برکات کا مجموعہ ہیں۔

احقر محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ

نام و عہدہ = منازل سلوک
واعظ = عارف اللہ حضرت قاضی مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم
جامع و مرتب = سید عشرت جمیل میر
ناشر = کتب خانہ مظہری

ابتدائیہ

ری یونین کے احباب کی دعوت پر اہل سال ماہ اگست ۱۹۹۲ء میں مرشدنا و مولانا عارف بانہ حضرت اقدس شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ری یونین کا دوسرا سفر فرمایا۔ اس سے قبل ۱۹۸۹ء میں حضرت والا کا سفر ہوا تھا۔ دونوں اسفار سے مخلوق خدا کو بہت نفع ہوا، خواہ کو بھی اور عوام کو بھی اور خصوصاً اس سفر میں بہت لوگ مستفید ہوئے۔ بہت سے علما اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوئے اور بہت سے دنیا داروں کی زندگی میں انقلاب آگیا۔ بہت سے لوگوں نے چہرہ پر سُنت کی مطابقت ڈاڑھیاں رکھ لیں، ظاہری وضع قطع بھی درست ہو گئی اور جا بجا حضرت والا کے مواعظ اور ذکر کی مجلسوں سے ری یونین مطلع انوار بن گیا اور حضرت ملا علی قاری کا یہ قول کہ:

لَوْ مَرَّوْنِي مِنْ أَوْلِيَاءِ هِيَ بِلَدِّهِ لَنَالَتْ بَرَكَتَهُ مُرُورَهُ أَهْلُ تِلْكَ الْبَلَدِ

یعنی شاہدہ میں آگیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور حضرت والا کی زندگی صحت کاملہ و عافیت کاملہ اور عظیم الشان خدمات دینیہ کے ساتھ مدت طویلہ تک دراز فرمائیں اور اس سے خانہ محبت و معرفت کا فیض قیامت تک جاری رہے۔

خدا رکھے مرے ساقی کا سے کدہ آباد

یہاں پر عشق کے ساغر پلائے جاتے ہیں (جامع)

ری یونین کی مجلس علماء مرکز الاسلامی کی دعوت پر شہر

LA PLAINE PES PALMISTES

میں ۱۲۳، اگست ۱۹۹۲ء کو محضر علماء میں حضرت والادامت برکاتہم کا وعظ تجویز تھا۔ یہ نہایت پُر فضا مقام ہے چاروں طرف سبزہ زار اور بلند و بالا سبزہ پوش پہاڑوں کے سلسلے نہایت جاذبِ نظر ہیں۔ موسم بھی معتدل اور خوش گوار تھا۔ حضرت والائے کار سے ان مناظر کو دیکھ کر فرمایا کہ یہ دُنیا کے فانی جب اتنی حسین ہے تو جنت کیسی ہو گی اس لیے ان کو دیکھ کر یہ دُعا مانگو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَ مَا قَرَّبَ اِلَيْهَا وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ النَّارِ وَ مَا قَرَّبَ اِلَيْهَا۔ ان مناظر پر تو زلزلہ آئے والا ہے اور یہ فنا ہونے والے ہیں اس لیے وہ جنت مانگو جو ہمیشہ باقی رہے گی اور جس کی شان ہے مَا لَا عَيْنٌ رَّآتْ وَلَا اُذُنٌ سَمِعَتْ وَلَا خَطَرَ عَلٰی قَلْبٍ بَشَرٍ۔

وعظ کا انتظام جناب نجیب صاحب نے کیا تھا اور ان کے بھائی جناب یوسف آدم صاحب کے مکان پر علماء حضرات تشریف لائے تھے۔ مکان کے بڑے کمرے میں ایک کرسی بچھا دی گئی تھی جس پر بیٹھ کر حضرت والائے وعظ فرمایا جو تقریباً گیارہ بجے شروع ہوا اور پونے دو بجے تک جاری رہا اور جیسا کہ حضرت اقدس کے وعظ کا خاصہ ہے سامعین پر وجد طاری تھا اور دل اللہ کی محبت سے لبریز تھے اور پونے تین گھنٹہ کے بعد بھی لوگوں کے دل نہیں بھرے تھے اور بعض علمائے احقر سے فرمایا کہ حضرت کے بیان سے دل نہیں بھرتا اور جی چاہتا ہے کہ بیان جاری رہے۔

سیری نہیں ہوتی نہیں ہوتی نہیں ہوتی

اے پیرمغاں اور ابھی اور ابھی اور

وعظ کا موضوع تو اصلاح و تزکیف و تہذیب اور محبتِ الہیہ تھا لیکن حضرت والائے تصوف کے بعض مسائل اور اہم مقامات سلوک کو قرآن پاک کی آیات سے مدلل فرمایا جس سے علماء بہت محفوظ ہوئے کیوں کہ آج کل بعض اہل ظاہر تصوف کو شریعت

اور سنت سے علیحدہ کوئی چیز قرار دیتے ہیں اس لیے حضرت والا تصوف کو قرآن و حدیث سے مل کر کے پیش فرماتے ہیں۔ اس سے تصوف کے بارے میں غلط فہمی رکھنے والے بعض حضرات کو ہدایت ہو گئی۔

یہ وعظ احقر نے ری یونین ہی میں ٹیپ سے نقل کر لیا تھا اور آج اسکی تبیض و تربیت مکمل ہونے کے بعد کراچی میں طباعت کے لیے دیا جا رہا ہے۔ احادیث مبارکہ اور نبی شروح وغیرہ کے حوالے بین القوسین درج ہیں اور اس کا نام منازل سلوک قرآن پاک کی روشنی میں تجویز کیا گیا ہے حق تعالیٰ شرف قبول عطا فرمائیں اور اس کو اُمتِ مُسَلَّمِہ کے لیے نافع فرمائیں اور حضرت والا کے لیے ناقل و مرتب کے لیے اور جملہ معاونین کے لیے قیامت تک کے لیے صدقہ جاریہ و سبب نجات بنا دیں آمین!

يَا رَبَّ الْعَالَمِينَ بِحُرْمَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

جامع و مرتب

احقر محمد عشرت جمیل عفا اللہ عنہ

یکے از خدام حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم

۲۹، جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ

۲۵ نومبر ۱۹۹۲ء بروز بدھ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ وَكَفَى وَسَلَّمَ عَلَىٰ عِبَادِهِ الَّذِينَ اصْطَفَىٰ أَمَا بَعْدُ
فَاعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
وَاذْكُرْ أَسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا ۝ رَبُّ الْمَشْرِقِ
وَالْمَغْرِبِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ۝ وَأَصْبِرْ عَلَىٰ
مَا يَقُولُونَ وَاهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيلًا ۝

سورہ نزل شریف کی آیات آپ کے سامنے تلاوت کی گئیں۔ ان کی تفسیر ان شاء اللہ بعد میں عرض کر دوں گا پہلے کچھ متفرقات آپ لوگوں کے طرز دعوت پر پیش کر رہا ہوں۔ اصلی کھانا آپ لوگ بعد میں لاتے ہیں پہلے یخنی پیش کرتے ہیں پھر سوسرہ لادیا پھر چینی لادی پھر کوئی اور چیز پیش کر دی۔ بعضے لوگ جو واقف نہیں ہیں وہ یہی پا پڑ وغیرہ زیادہ کھا جاتے ہیں اور جب اصلی بریانی آتی ہے تو کہتے ہیں یا حسرتا علی بریانی ہائے افسوس اس بریانی پر ہمیں بتایا ہی نہیں کہ یہ بعد میں آتی ہے یہاں ایک دعوت میں ایسا ہو چکا ہے اور وہ صاحب بھی یہاں موجود ہیں۔ یخنی پا پڑ وغیرہ کو میں سمجھا کہ یہاں کا یہی کھانا ہو گا جب کوئی تھی جلدی جلدی کھالیا۔ بعد میں عمدہ بریانی لاتے تو ہم نے بزبان حال کہا یا لیتینی اکلت قلیلًا یعنی اے کاش میں نے تھوڑا کھایا ہوتا تو یہ بریانی

زیادہ کھاتا۔ بہر حال متفرقات پیش کرتا ہوں اور جیسا کہ بھی عرض کیا ان آیات کی تفسیر ان شاء اللہ تعالیٰ بعد میں عرض کروں گا اور اس کا تعلق تمام تر تصوف اور تزکیہ نفس سے ہوگا کیوں کہ میرا مقصد حاضری اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحیح اور قوی تعلق ہو جانا ہے کہ جن کا تعلق ضعیف ہے ان کا قوی ہو جائے اور جن کا قوی ہے ان کا اقویٰ ہو جائے اور آپ لوگوں کے صدقہ اور طفیل میں اللہ تعالیٰ احقر کو بھی محروم نہ فرمائیں۔

نمبر ایک یہ ہے کہ اس وقت کی ٹھنڈک
حضرت والاہردوئی کا ایک واقعہ

معتدل اور پسندیدہ ہے اس وجہ سے
ہیٹر کو بند کر دیا گیا۔ اس پر مجھے ایک واقعہ یاد آیا کہ حضرت مولانا شاہ ابرار اکتی صاحب دامت برکاتہم کے ساتھ جدہ سے حرم شریف جانے کیلئے میں کار میں بیٹھا خوب گرمی اور ٹوٹھی اور موٹر چلانے والے میرے شیخ کے خلیفہ انجینئر انوار اکتی صاحب تھے حضرت نے فرمایا جلدی سے ایئر کنڈیشن چلا دو۔ ایئر کنڈیشن چلا دیا گیا لیکن کار میں ٹھنڈک نہیں آئی تو حضرت نے فرمایا کہ کیا وجہ ہے تمہارا ایئر کنڈیشن کچھ ناقص ہے ٹھنڈک کیوں نہیں آ رہی تو انوار اکتی صاحب نے کہا کہ شاید کار کا کوئی شیشہ کھلا ہوا ہے جس سے خارجی گرمی آ رہی ہے۔ دیکھا تو میری ہی طرف کا شیشہ تھوڑا سا کھلا ہوا تھا۔ میں نے جلدی سے شیشہ بند کر دیا اور تھوڑی دیر میں پوری کار ٹھنڈی ہو گئی گرمی اور ٹوٹ سے حفاظت ہو گئی حضرت مولانا شاہ ابرار اکتی صاحب نے اس پر ایک عجیب بات فرمائی جو قابلِ وجہ ہے

مقصدِ حیات
جس کو اللہ ہدایت دیتا ہے تو عالم اور کائنات کا ہر ذرہ اس کے لیے ہدایت کا ذریعہ بن جاتا ہے کیوں کہ خالق کائنات

پوری کائنات اس کی ہدایت پر صرف فرماتے ہیں کہ مقصدِ حیات اور مقصدِ کائنات
لِيُعْبُدُونَ ہے جس کی تفسیر علامہ آوسی رحمہ اللہ علیہ نے لِيُعْرِفُونَا سے کی ہے معلوم

ہوا کہ پوری کائنات کو زمین اور آسمان سورج اور چاند دریا اور پہاڑ کو ہماری تربیت اور حصول معرفت اور زیادت معرفت اور تکمیل معرفت کے لیے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے اور کائنات کا مقصد بزبان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم بیان فرما دیا۔

إِنَّ الدُّنْيَا خُلِقَتْ لَكُمْ وَإِنَّكُمْ خُلِقْتُمْ لِلْآخِرَةِ
ساری دنیا تمہارے لیے بنائی اور تم کو ہم نے اپنے لیے بنایا تو عالم کا ذرہ ذرہ تمہارا
یہ ہماری نشانی ہے۔

عالم علم سے ہے اور علم کے معنی ہیں نشانی۔ عالم کو عالم اس لیے کہا جاتا ہے کہ
اس کا ذرہ ذرہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے۔

بگڑے کے استاد حضرت اصغر گونڈوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
اشار جذب
جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی ہدایت کا ارادہ فرماتے ہیں تو اس
کے بال بال کان بن جاتے ہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی آواز دل میں سننا رہتا ہے کہ تم
ہمارے ہو۔

ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے
دونوں جانب سے اشکے ہو چکے
اس کے بال بال کان بن جاتے ہیں۔ اصغر گونڈوی فرماتے ہیں۔
ہم تن ہستی خوابیدہ مری جاگ اٹھی
ہر بن موسے مرے اس نے پکارا مجھ کو

میری سوتی ہوئی غفلت کی زندگی جاگ اٹھی میرے ہر بال سے اس نے مجھے
آواز دی کہ کہاں سویا ہوا ہے اٹھ ہمیں یاد کر۔ اسی کا نام جذب ہے اللہ یَجْتَبِي
الْبَنِيَّةَ مَنْ يَشَاءُ جِس كَو اللہ تعالیٰ جذب فرماتے ہیں تو اصغر گونڈوی فرماتے ہیں

کہ اس کو اپنے دل میں جذب کے آثار محسوس ہوتے ہیں کہ کوئی ہم کو یاد کر رہا ہے
ہمیں کوئی بلا رہا ہے اپنی یاد کے لیے آہ! ایک شاعر کا شعر یاد آیا۔

کوئل کا دور دور درختوں پہ بولنا
اور دل میں اہل درد کے نشتر گھنگھولنا

نشتر اس چاقو کو کہتے ہیں کہ جس کو ڈاکٹر آپریشن کرتے وقت چلاتا ہے اور سارا مواد
نکال دیتا ہے تو کوئل کی آواز سے بھی خدا کے عاشقوں کے دل میں ایک تڑپ پیدا ہوتی
ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب کوئل ”کو“ کہتی ہے تو اس میں اشارہ ہے ”کہ او“
کہاں ہے وہ اللہ، کوئل بھی تلاش میں ہے وہ بھی اپنی آواز میں اللہ تعالیٰ کو تلاش
کر رہی ہے۔ اس لیے اس کی عجیب آواز ہے۔

کوئل کا دور دور درختوں پہ بولنا
اور دل میں اہل درد کے نشتر گھنگھولنا

نشترہ پر ایک بات یاد آئی۔ گورنر عبدالرب نشتر شاعر بھی تھے اور پاکستان کے
صوبہ پنجاب کے گورنر بھی تھے۔ جگر صاحب ان سے ملاقات کرنے گئے۔ شاعر ذرا ایسے
ہی رہتے ہیں ہن بال بھرے ہوتے، الول جلول، کپڑے بھی میلے۔ دروازہ پر جو دربان تھا
اس سے کہا کہ میں نشتر صاحب سے ملنا چاہتا ہوں۔ دربان انہیں کیا پہچانتا۔ اس نے
کہا کہ بھاگ جاؤ تمہارا منہ ہے کہ تم گورنر عبدالرب نشتر سے ملو گے۔ یہ منہ اور مسور کی دال۔
میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب نے فرمایا کہ یہ منہ اور مسور کی دال جو مشہور ہے یہ
معاورہ صحیح نہیں ہے۔ حقیقت میں معاورہ یوں تھا کہ یہ منہ اور منصور کی دار، یعنی تمہارا منہ
کہاں کہ دار منصور پر چڑھ جاؤ اور خدا پر جان دے دو۔ اس کا حوصلہ اور ہمت بڑے خاص
لوگوں کو ہوتی ہے۔ یہ منہ اور منصور کی دار بگاڑ بگاڑ کر دیہاتیوں نے مسور کی دال بنا دیا

ورنہ صرف مسور کی دال میں ایسی خصوصیات نہیں ہیں کہ جس کے لیے کوئی خاص منہ ہونا چاہیے
خیر جب پولیس نے ملانے سے انکار کیا تو جگر صاحب نے جلدی سے جیب سے
کاغذ نکالا اور اس پر کچھ لکھ کر کہا کہ یہ پرچہ عبدالرب نشتر کو دے دو۔ وہ پولیس والے جگر صاحب
کو نہیں پہچانتے تھے۔ دیہاتی خوش کیا سمجھے کہ موتی کیا چیز ہے۔ موتی کی قدر جوہری جہتا
اہل اللہ کی ناقدری کرنا علامت بدبختی ہے | اسی طرح اللہ والوں کی
قدر ہر ایک کو نہیں موتی
ہر ایک کو پتہ نہیں کہ وہ کیا ہیں۔ جن کی چشم بصیرت بے نور ہے وہ تو یہی سمجھتے ہیں کہ
میرے بھی ایک ناک ہے، اس اللہ والے کے بھی ایک ناک ہے، دو آنکھیں میرے ہیں دو
ان کے ہیں، ہم بھی آدمی ہیں وہ بھی آدمی ہیں۔

۵ ہمسری با انبیاء برداشتند

اولیاء را، سچو خود پنداشتند

بصیرت کے اسی اندھے پن سے بد قسمت لوگوں نے انبیاء کی برابری کا دعویٰ
کیا اور اولیاء کو اپنا جیسا سمجھا۔

اشقیاء را دیدہ بسینا نمود

نیک و بد در دیدہ شال یکساں نمود

بدبخت لوگوں کو دیدہ بنا نہیں دیا جاتا، انہیں تو نیک و بد ایک جیسے نظر آتے
ہیں خوش قسمت لوگ پہچانتے والے پیدا ہوتے ہیں جو اللہ والوں کو پہچان لیتے ہیں۔

اہل طلب کی شان | مولانا رومیؒ سے جب شمس الدین تبریزیؒ نے کہا
کہ میں کچھ نہیں ہوں تو فرمایا کہ آپ لاکھ زبان سے

کہیے کہ میں کچھ نہیں ہوں لیکن مجھ سے اپنے آپ کو آپ نہیں چھپا سکتے پھر یہ شعر مولانا

رومی نے شمس الدین تبریزی کی شان میں پڑھا۔

ہے بونے مے راگر کے مکنوں کند

چشم مست خویشتن راچل کند

اگر شراب پی کر کوئی اس کی بو کو الچی اور پان کھا کر چھپا دے لیکن ظالم اپنی مست آنکھوں کو کہاں سے چھپائے گا۔ اللہ تعالیٰ جس کو اپنی محبت کی شراب راتوں کی تہائیوں میں پلا دیتے ہیں۔ وہ دن میں اپنی آنکھوں کو کہاں چھپا سکتا ہے۔ فرمایا کہ آپ کی آنکھیں بتاتی ہیں کہ آپ صاحب نسبت ہیں۔ جب مجنوں اپنی لیلیٰ کی قبر کی مٹی سونگھ کر بتا سکتا ہے کہ یہاں لیلیٰ ہے جب کہ اس کو علم بھی نہیں تھا کہ لیلیٰ کو کہاں دفن کیا گیا ہے۔ اس سے خاندان والوں نے چھپایا تھا کہ کہیں پاگل قبر کھود کر لیلیٰ کو نکال نہ لے لیکن جب اس کو کئی مہینے کے بعد محلہ کے بچوں سے پتہ چلا تو اس نے پورے قبرستان کی ایک ایک قبر کی مٹی کو سونگھا۔ جب لیلیٰ کی قبر کی مٹی اس نے سونگھی تو اس نے اعلان کیا کہ یہیں لیلیٰ ہے اور اس نے صحیح خبر دی۔

اب مولانا رومی فرماتے ہیں۔

ہچو مجنوں بو کنم ہر خاک را

تا بیا بم نور مولیٰ بے خطا

مثل مجنوں کے میں بھی ہر جسم کی مٹی سونگھتا ہوں اور جس مٹی کے اندر میرا مولیٰ ہوتا ہے تو میں اس مٹی میں اپنے مولیٰ کے نور کو محسوس کر لیتا ہوں اور یقین سے بتا دیتا ہوں کہ شخص اللہ والا ہے۔ اگر مجنوں لیلیٰ کی مٹی سونگھ کر بتا سکتا ہے کہ یہاں لیلیٰ ہے تو جو مولیٰ کے عاشق ہیں مولیٰ کے مجنوں ہیں وہ بھی ہر جسم کی مٹی کو سونگھتے ہیں ان کی باتیں سنتے ہیں اور چند منٹ میں بتا دیتے ہیں کہ اس کے دل میں مولیٰ ہے۔

تو خیر ظالم نے شعر بھی عبد اللہ نشتہ کو کیا لکھا۔
نشتہ سے ملنے آیا ہوں میرا بھرا بھرا تو دیکھ
عبد اللہ نشتہ پر چہرہ دیکھتے ہی سمجھ گئے یہ جگر صاحب مراد آبادی ہیں۔ ننگے پیسے
دوڑتے ہوئے آئے اور بہت معافی مانگی اور کہا کہ یہ دروازہ پر جو جاہل بیٹھا ہے یہ آپ
کو کیا جانے؟

یہاں پر ایک بات یاد آئی۔ آہ! جب
جگر مراد آبادی کی توبہ کا واقعہ

اللہ تعالیٰ ہدایت کا دروازہ کھولتا
ہے تو جگر جیسا شرابی توبہ کرتا ہے۔ میر صاحب جو میرے رفیق سفر ہیں انہوں نے جگر
کو دیکھا ہے۔ اتنا پیتا تھا یہ شخص کہ دو آدمی اٹھا کر اس کو مشاعرہ میں لے جاتے تھے
مگر ظالم کی آواز ایسی غضب کی تھی کہ مشاعرہ ہاتھ میں لے لیتا تھا لیکن جب ہدایت کا
وقت آیا تو دل میں اختلاج شروع ہوا، گھبراہٹ شروع ہوئی کہ اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا
جب ہدایت کا وقت آیا تو دل کو پتہ چل گیا کہ کوئی ہمیں یاد کر رہا ہے۔

محبت دونوں عالم میں یہی حب کر پکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اسی کو یاد یار آئی

حضرت شابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھ کو یاد فرماتے ہیں
تو مجھ کو پتہ چل جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے یاد فرما رہے ہیں۔ خادم نے پوچھا کہ اس کی کیا دلیل
ہے؟ فرمایا کہ دلیل قرآن پاک کی ہے فاذا کُرونی اذکُرکم تم مجھ کو یاد
کرو تم کو یاد کروں گا۔ جب میں اس وقت ان کو یاد کر رہا ہوں تو یقیناً وہ مجھ کو یاد فرماتے ہیں
بہر حال جب جگر صاحب کو اللہ نے جذب فرمایا تو اس کے آنا ظاہر ہونے لگے۔

سُن لے اے دوست جب ایام بھلے آتے ہیں
گھات مٹنے کی وہ خود آپ ہی بتلاتے ہیں

اہل اللہ کی تلاش علامتِ جذبِ حق ہے | جس کی قسمت چھپی ہوتی
ہے اس کے دل کو اللہ

تعلے بے شمار راہوں سے جذب فرماتے ہیں اپنے مٹنے کی گھات وہ خود ہی بتلاتے
ہیں خود اس کے دل میں ڈالتے ہیں کہ ہم اس طرح ملیں گے یہ کرو، یہ نہ کرو۔ اللہ والوں کے
پاس جاؤ۔ اللہ تعالیٰ کے جذب کی پہلی علامت یہ ہوتی ہے کہ اس کو اللہ والوں کی
تلاش شروع ہو جاتی ہے۔ جو منزل کا عاشق ہو تا ہے اسے رہبر منزل کی تلاش کی توفیق ہوتی ہے
اور شخص رہبر منزل کی تلاش سے محروم ہے وہ منزل کے عشق سے غافل ہے اور اسے
منزل کی طلب نہیں ہے۔ اسی لیے حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو مجددِ امت
حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اکابر خلفاء میں سے تھے فرمایا کرتے تھے۔

ان سے مٹنے کی ہے یہی اک راہ
مٹنے والوں سے راہ پیدا کر

اللہ تعالیٰ سے مٹنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ جو اللہ سے ملے ہوئے ہیں ان
سے راہ و رسم پیدا کرو، تعلق قائم کرو۔

غرض اب جگر صاحب کی ہدایت کا آغاز ہو رہا ہے، نقطہ آغاز ہدایت اس
شعر سے ہوا۔

اب ہے روزِ حساب کا دھڑکا
پینے کو تو بے حساب پنی لی

یعنی اب دل دھڑک رہا ہے کہ قیامت کے دن اللہ کو کیا جواب دوں گا کہ

ظالم میں نے شراب کو حرام کیا تھا اور تو اس قدر پیتا تھا۔ تجھے شرم بھی نہ آئی مجھے قیامت کے دن پیش ہونا ہے۔ پس فوراً خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب سے مشورہ لیا کہ خواجہ صاحب آپ کیسے اللہ والے ہو گئے، کس کی صحبت نے آپ کو ایسا متبع سنت بنا دیا۔ آپ تو ڈیٹی کلکٹر ہیں۔ ڈیٹی کلکٹر اور گول ٹوپی اور لمبا کرتا اور عربی پاجاما اور ہاتھ میں تسبیح، میں نے تو دنیا میں کہیں ایسا ڈیٹی کلکٹر نہیں دیکھا۔ یہ آپ کی ٹرس نے نکالی اے مسٹر! فرمایا کہ تھانہ بھون میں حکیم الامت نے یہ ٹرنکال دی، مسٹر کی ٹرس کو مس کر دیا۔ تو کہا کہ کیا مجھ جیسا شرابی بھی تھانہ بھون جا سکتا ہے مگر شرط یہ ہے کہ میں تو وہاں بھی بیول گا کیوں کہ اسکے بغیر میرا گزارہ نہیں۔ خواجہ صاحب تھانہ بھون پہنچے اور کہا کہ جگر صاحب اپنی اصلاح کے لیے آنا چاہتے ہیں لیکن کہتے ہیں کہ میں خانقاہ میں بھی بغیر پتے نہیں رہ سکتا۔

اہل اللہ کی عالی ظرفی | حضرت ہنسے اور فرمایا کہ جگر صاحب سے میرا سلام کنا اور یہ کنا کہ اشرف علی ان کو اپنے مکان میں ٹھہرائے

گا خانقاہ تو ایک قومی ادارہ ہے اہل میں تو ہم اجازت دینے سے مجبور ہیں لیکن ان کو میں اپنا مہمان بناؤں گا۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مکان میں جب کافر کو بھی مہمان بناتے تھے تو اشرف علی ایک گنگار مسلمان کو کیوں مہمان نہ بنائے گا جو اپنے علاج اور اصلاح کے لیے آرہا ہے۔ جگر صاحب نے جب یہ سنا تو رونے لگے اور کہا کہ آہ اہم! تو سمجھتے تھے کہ اللہ والے گنگاروں سے نفرت کرتے ہوں گے لیکن آج پتہ چلا کہ ان کا قلب کتنا وسیع ہوتا ہے۔ بس تھانہ بھون پہنچ گئے اور عرض کیا کہ حضرت اپنے ہاتھ پر توبہ کرا دیجئے اور چار باتوں کے لیے دعا کیجئے۔ سب سے پہلے تو یہ کہ میں شراب چھوڑ دوں پرانی عادت ہے۔

۵ چھٹی نہیں ہے منہ سے یہ کافر لگی ہوئی

مگر اللہ تعالیٰ کے کرم سے اب چھوڑنے کا ارادہ کر لیا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے تو بڑے سے بڑا گناہ پڑانے سے پُرانا گناہ آدمی چھوڑ دیتا ہے اور اگر گناہ نہیں چھوڑ رہا ہے تو سمجھ لو کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جذب نہیں ہے، یہ بھی نفس و شیطان کی آغوش میں ہے دشمن کی گود میں ہے اور دوسری درخواست دُعا یہ کی کہ مجھ کو حج نصیب ہو جائے، تیسری درخواست کی کہ میں داڑھی رکھ لوں اور چوتھی درخواست کی کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو۔ حضرت نے دُعا فرمائی۔

جگر صاحب تھانہ بھون سے واپس آئے تو شراب چھوڑ دی تو بکرانی شراب چھوڑنے سے بیمار ہو گئے۔ قومی امانت تھی زبردست شاعر تھا۔ ڈاکٹروں کے بورڈ نے معائنہ کیا اور کہا کہ جگر صاحب آپ کی موت سے ہم لوگ بے کیف ہو جائیں گے، آپ قوم کی امانت ہیں لہذا تھوڑی سی پی لیا کیجئے تاکہ آپ زندہ تو رہیں۔ جگر صاحب نے کہا کہ اگر میں تھوڑی تھوڑی پیتا رہوں گا تو کب تک جیتا رہوں گا؟ ڈاکٹروں نے کہا کہ پانچ دس سال اور چل جائیں گے۔

فرمایا کہ دس سال کے بعد اگر میں شراب جگر صاحب کا عاشقانہ جواب پیتے ہوئے اس گناہ کبیرہ کی حالت میں

مروں گا تو اللہ کے غضب اور قہر کے سامنے میں مروں گا اور اگر ابھی مترا ہوں جیسا کہ آپ لوگ مجھے ڈرا رہے ہیں کہ نہ پینے سے تم مر جاؤ گے تو میں اس موت کو پیار کرتا ہوں، یہی موت کو میں عزیز رکھتا ہوں کیوں کہ اگر جگر کو شراب چھوڑنے سے موت آتی تو اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سامنے میں جاؤں گا کیوں کہ یہ موت خدا کی راہ میں ہوگی کہ میرے بندہ نے ایک گناہ چھوڑ دیا، اس غم میں یہ مرا ہے، میری نافرمانی چھوڑنے کے غم میں اسے موت آتی

ہے، میرے قہر و غضب کے اعمال چھوڑنے میں میرے بندہ نے جان دی ہے، یہ شہادت کی موت ہے۔ لہذا جگر صاحب نے پھر شراب نہیں پی اور بالکل اچھے ہو گئے جب بندہ گناہ چھوڑنے کی ہمت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی مدد فرماتے ہیں، فضل اور رحمت فرماتے ہیں، گناہ کے مزہ کا نعم البدل دیتے ہیں یعنی اپنی محبت کو اس کے قلب میں تیز کر دیتے ہیں۔

نعم البدل کو دیکھ کے تو بہ کرے گا میرے
جو لوگ گناہ چھوڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو گناہ کی حرام لذت کے مقابلہ میں اپنی محبت کی حلال مٹھاس اور اپنے قرب کی لذت غیر محدود سے نوازتا ہے۔ وہ اجر رحیمین ہیں، ان کے راستے میں جو غم اٹھائے گا بھلا اس کو انعام شے ملے گا!
غرض جگر صاحب نے شراب چھوڑ دی اور جب حج کو جانے لگے تو داڑھی پوری ایک مشت رکھ لی۔ سوچا کہ اللہ کو کیا منہ دکھاؤں گا اور روضۃ مبارک پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا منہ لے کر جاؤں گا۔ داڑھی رکھنا لوگوں کو بڑا مشکل معلوم ہوتا ہے۔ داڑھی رکھنے کے لیے اگر کسی سے کیے تو پہلے ہی مولوی صاحب سے ناراض ہو جائے گا۔ اگر وظیفہ بتائیے کہ یہ پڑھ لو تو تجارت میں برکت ہو جائے گی، یہ پڑھ لو بیماری چلی جائے گی، یہ پڑھ لو تو اولاد میں برکت ہوگی خوب پڑھے گا۔ وظیفہ پڑھنے کے لیے شوق سے تیار ہو جاتے ہیں لیکن گناہ چھوڑنے کی ہمت کم لوگ کرتے ہیں۔
غرض جگر صاحب نے داڑھی بھی رکھ لی۔ اللہ والوں کی صحبت سے بڑے بڑے فاسق ولی اللہ ہو جاتے ہیں۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

مگر تو سنگ خارا و مرمر بوسی

اگر تم پتھر ہو تمہارے اندر اعمال صاحب کا سبزہ اگانے کی کوئی صلاحیت نہیں ہے

۷ مگر بھلا جس بدل رسی گوہر شوی
اگر اہل دل کی صحبت تمہیں مل جائے گی تو موتی بن جاؤ گے۔ محمد مولانا رومیؒ
کو دیکھ لیجئے کہ جامع العقول و المنقول تھے بڑے عالم تھے بادشاہ کے نواسے تھے بڑے
بڑے علماء۔ اُن کے شاگرد تھے جو ان کے پیچھے پیچھے چلتے تھے لیکن شمس الدین تبریزیؒ
کے ہاتھ پر جب بیعت کی تو ان کا بستر سر پر رکھ کر جنگل جنگل اُن کے پیچھے پیچھے پھرتے
تھے اور فرماتے تھے۔

۷ ایں چنین شیخے گدائے کو بہ کو
عشق آمد لا ابالی من تقوا
میں اتنا بڑا شیخ تھا لیکن آج خدا کی محبت میں شمس الدین تبریزیؒ کا بستر لیے گلی
در گلی پھر رہا ہوں مگر ایں کا انعام یہ ملا۔

۷ مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلام شمس تبریزی نہ شد
میں ملا جلال الدین تھا لیکن مولائے روم کب بنا؟ شمس الدین تبریزیؒ کی غلامی
کے صدقہ میں۔

مشکوٰۃ شریف کی
روایت ہے کہ جس

اللہ والوں کا اکرام اللہ تعالیٰ کا اکرام ہے

نے اللہ والا سمجھ کر اللہ کی نسبت سے کسی بندہ کی محبت و عزت کی اس نے دراصل اپنے
رب کا اکرام کیا۔ کیوں کہ وہ نسبت اللہ کی ہے۔ مَا أَحَبَّ عَبْدًا عَبْدًا لِلَّهِ إِلَّا أَكْرَمَ
رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۲۴ باب المحب فی اللہ) اور جس نے اللہ والوں
کی اہانت کی اس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ گستاخی کی اور وعدہ ہے جزا موافق عمل کا

جَزَاءً وَفَاتًا پس جس نے اہل اللہ کی اہانت کی اس کو دُنیا میں بھی ذلت ملی اور جس نے ان کا اکرام کیا اللہ تعالیٰ اس کو دُنیا میں بھی اکرام دیتا ہے۔

حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہماری اور مولانا قاسم صاحب نانوتوی اور مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کی عزت پہلے قوم میں ایسی نہیں تھی جیسی بعد میں حضرت حاجی صاحب کی نسبت سے اور حاجی صاحب کی غلامی کے صدقہ میں عطا ہوئی اور قوم میں اللہ تعالیٰ نے ہم کو چمکایا۔ مگر عزت کی نیت سے اہل اللہ سے تعلق نہیں جوڑنا چاہیے بلکہ اللہ کے لیے جوڑنا چاہیے۔ پھر جو کچھ اللہ تعالیٰ دے دیں ان کی مرضی چلے ہم باطن کی تبدیلی ڈال دیں اور ہم کو گناہم کر دیں اور چاہے ہم ظاہر کی تبدیلی ہم پر کرے ہمیں مشہور کر دیں۔ اپنے کو مرضی خداوندی کے حوالے کرنا چاہیے۔ اپنی طرف سے تجویز شہرت صحیح نہیں۔

دیکھئے جگر جیسے شرابی کو ایک اللہ والے کی دُعا لگ رہی ہے شراب چھوڑ دی کہ جس حیات سے خالق حیات ناراض ہو جس زندگی سے خالق زندگی ناراض ہو وہ زندگی موت سے بدتر ہے، جانور سے بدتر ہے، سورا اور کتے سے بدتر ہے، اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہے آپ خود فیصلہ کریجئے کہ جو اپنے مالک کو ناراض کر کے جیتا ہے وہ جانور سے بدتر ہے یا نہیں۔ جانور سورا اور کتا مکلف نہیں ہے۔ اسے پتہ ہی نہیں کہ ہم کس مقصد کے لیے پیدا ہوئے ہیں لیکن ہمیں اللہ نے عقل دی ہے۔ اگر ہم عقل رکھتے ہوئے، مکلف ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتے ہیں تو اللہ کے غضب اور قہر سے بھی ہوشیار ہو جائیں اللہ کے علم سے غلط فائدہ نہ اٹھائیں کہ وہ تو غفور رحیم ہیں معاف کر دیتے ہیں، نہیں پکڑتے۔ جب انتقام آئے گا تو پھر ہماری ساری پکڑ بازیاں اور ساری مکر بازیاں اور تمام حیلہ و مکر کے ٹاٹ میں اللہ آگ لگا دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ

کے انتقام کا انتظار نہ کرو پہلے ہی جلدی سے اصلاح کر لو۔ جلدی سے جان کی بازی لگا دو۔ ہمت کر لو کہ ہمیں جان دینا ہے مگر گناہ نہیں کرنا ہے جان دینا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو ناراض نہیں کرنا ہے، جان دینا ہے مگر نظر سے کسی عورت کو نہیں دیکھنا ہے۔ اننگی عورتوں کو نہ دیکھنے سے اگر جان بھی نکل جائے تو ہم آپ جان دے دیں کیوں کہ وہ جان بہت مبارک جان ہوگی جو خدا کی راہ میں نکل جائے لیکن میں کہتا ہوں کہ اللہ میاں جان نہیں لیں گے۔ آدھی جان لیں گے اور سو جان عطا فرمائیں گے۔

نیم جان بستاندو صد جاں دہد
انچہ دروہمت نیاید آں دہد

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر مجاہد و سالک کو مجاہدہ سے نیم جان کر دیتے ہیں۔ مشقت و غم ہیں تھوڑا سا مبتلا ہوتا ہے، حسرت کرتا ہے کہ آہا کیسی حسین تھکل تھی لیکن کیا کریں اللہ تعالیٰ نے غص بصر کا نہ دیکھنے کا حکم دیا ہے۔

اس غم کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے بزبان

حفاظت نظر سے حلاوت ایمانی ملتی ہے

رسالت صلی اللہ علیہ وسلم حلاوت ایمانی کا وعدہ کیا ہے کہ ہم تمہیں ایمان کی مٹھاس دیں گے اِنَّ النَّظَرَ سَهْرٌ مِّنْ سَهَامٍ اِتْلَيْسَ مَسْمُومٌ مَّنْ تَرَكَهَا مَخَافَتِي اَبَدًا لَّنْمَانَا يَجِدُ حَلَاوَتَهُ فِي قَلْبِهِ (کنز العمال صفحہ ۳۲۸ جلد ۵) تم بصیرت کی حلاوت کے لیے اپنی بصارت کی ناجائز مٹھاس کو قربان کر دو۔ علامہ ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے اپنی آنکھوں کو حسینوں سے بچایا تو گویا بصارت کی حلاوت اس نے اللہ پر فدا کی۔ اس کے بدلہ میں بصیرت یعنی قلب کی حلاوت اللہ تعالیٰ اس کو دیتا ہے اور کیونکہ اللہ تعالیٰ باقی ہیں تو ان کی حلاوت بھی باقی ہوگی۔ اس کے برعکس حسینوں کو دیکھنے سے

دل تڑپتا ہی رہتا ہے۔ ایک عالم نے حضرت حکیم الامت تھانویؒ کو لکھا کہ حضرت مجھے نگاہ ڈالنے کی طاقت تو ہے لیکن نگاہ ہٹانے کی طاقت ہی نہیں رہتی۔ حضرت نے جواب دیا کہ آپ پڑھ لکھ کر اور خصوصاً فلسفہ پڑھ کر ایسی بات کرتے ہیں کیوں کہ قدرت تو ضدین سے متعلق ہوئی ہے یعنی جو کام کر سکے اس کو نہ بھی کر سکے یہ قدرت کہلاتی ہے۔ اگر کسی کو رعشہ سے ہر وقت اس کا ہاتھ بل رہا ہے تو یہ نہیں کہا جائے گا کہ اس کو ہاتھ ہلانے کی قدرت ہے کیوں کہ روک نہیں سکتا۔ یہ ہاتھ ہلانے کی طاقت نہیں کسی جلتے گی بلکہ بیماری کسی جاتے گی۔ ہاتھ ہلانے کی طاقت و قدرت یہ ہے کہ ہاتھ کو ہلا بھی سکے اور نہ بھی ہلا سکے جب چاہے روک لے۔ لہذا جب آپ کو نظر ڈالنے کی طاقت ہے تو معلوم ہوا کہ ہٹانے کی بھی طاقت ہے جب نظر ڈال سکتے ہو تو ہٹا بھی سکتے ہو پھر انہوں نے دوسرا خط لکھا کہ جب نظر بچاتا ہوں تو دل پر بڑی چوٹ لگتی ہے حسرت و غم پیدا ہوتا ہے کہ ہاتھ نہ معلوم اس کی کیسی شکل ہوگی اس میں کیا کیا خشن کے بکتے ہوں گے نہ جانے کیسی آنکھیں ہوں گی کیسی ناک ہوگی۔ نہ دیکھنے سے دل پر ایک زخم لگتا ہے حضرت حکیم الامت نے ان سے ایک سوال کیا کہ یہ بتائیے کہ نہ دیکھنے سے دل کو کتنی دیر تک پریشانی رہتی ہے اور دیکھنے کے بعد کتنی دیر تک پریشانی رہتی ہے۔ تب انہوں نے لکھا کہ نہ دیکھنے سے چند منٹ حسرت رہتی ہے اس کے بعد قلب میں حلاوت محسوس ہوتی ہے اور اگر دیکھ لیتا ہوں تو تین دن تین رات اس کے ناک نقشہ کا تصور دل کو تڑپاتا رہتا ہے تو حضرت نے فرمایا کہ اب آپ خود فیصد کر لیجئے کہ بہتر گھنٹے کی مصیبت ہے یا چند منٹ کی۔ بس پھر خط آیا کہ حضرت توبہ کرتا ہوں۔ بات سمجھ میں آگئی۔ ایک اور صاحب نے لکھا کہ میں حسینوں میں اللہ تعالیٰ کی تجلیات کا مشاہدہ کر کے معرفت حاصل کرتا ہوں کیوں کہ یہ حسین تو آئینہ جمال خداوندی ہیں۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ ان کا آئینہ

جمال خداوندی ہونا میں تسلیم کرتا ہوں لیکن یہ آتشیں آئینے ہیں جن کو دیکھنے سے آگ لگ جاتی ہے۔ تمہارا ایمان جل کر خاک ہو جائے گا۔

بجز صاحب نے دوسری دُعا کرائی تھی سنت کے مطابق داڑھی رکھنے کی۔ پھر داڑھی رکھ لی اور حج کر آئے۔ بھئی آکر آئینہ دیکھا تو داڑھی سنت کے مطابق بڑھی ہوئی نظر آئی۔ اس وقت بجز صاحب نے جو شعر کہا ہے کیا کہیں قابل وجد شعر ہے بشرطیکہ اہل دل بھی ہو۔ وجد ہر ایک کو نہیں آتا جس میں کیفیت محبت کا غلبہ ہوتا ہے اس کو وجد آتا ہے۔

لنذا حدیث میں آتا ہے،

مفردون کون لوگ ہیں؟

سَبَقَ الْمُفْرَدُونَ (مشکوٰۃ صفحہ ۱۹۶، باب ذکر اللہ عزوجل، مفردون یعنی عاشقون بازی لے گئے وہ لوگ جو عاشقانہ ذکر کرتے ہیں۔ مفردون کا ترجمہ عاشقون حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے کیا ہے۔ پھر میں نے ملا علی قاری کی مرقاۃ شرح مشکوٰۃ دیکھی کہ مفردون کی انہوں نے کیا شرح کی ہے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ مفردون سے مراد اللہ تعالیٰ کے عاشقوں کا وہ طبقہ ہے۔ الَّذِينَ لَا لَذَّةَ لَهُمْ إِلَّا بِذِكْرِهِ وَلَا نِعْمَةً لَهُمْ إِلَّا بِشُكْرِهِ (مرقات صفحہ ۵۰، جلد ۵) جن کو دنیا میں کہیں مزہ نہ آئے سوائے اللہ کے نام کے۔ بیوی بچے کھانا پینا، تجارت مکان انہیں جب اچھا معلوم ہوتا ہے جب پہلے اللہ کا نام لے لیتے ہیں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کے بعد ان کو دنیاوی نعمت میں لذت ملتی ہے اور کوئی نعمت انہیں نعمت نہیں معلوم ہوتی مگر جب اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر لیتے ہیں۔

شیخ محی الدین ابو زکریا نووی نے شرح مسلم میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ایک دوسری روایت نقل کی ہے کہ مفردون کے معنی ہیں کہ جو حالت ذکر میں وجد میں

آبائیں الَّذِينَ اهْتَرُوا فِي ذِكْرِ اللَّهِ (صفحہ ۳۴ جلد ۴ کتاب الذکر) اہتراز کے کیا معنی ہیں؟ جب بارش ہوتی ہے تو زمین بھولتی ہے، حرکت میں آجاتی ہے۔ تو معنی یہ ہوتے کہ یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کے نام سے ان میں حرکت پیدا ہو جاتی ہے، جھوم جاتے ہیں آئی لہجہ جواہد یعنی خدا پر عاشق ہو جاتے ہیں۔ میں جب ہر دوئی گیا تو حضرت مولانا شاہ ابرار اکتی صاحب دامت برکاتہم کی خدمت میں بہت مزہ آیا۔ اللہ والوں کی معیت بہت پر کیف ہوتی ہے میں نے حضرت والا سے عرض کیا کہ حضرت کی خدمت میں بہت مزہ آرہا ہے کیوں کہ اہل چوکھٹ سے بڑھ کر کس کا دروازہ ہو سکتا ہے جس سے اللہ مل جاتے اور اپنا ایک شعر عرض کیا۔

مزہ دل میں آتے تو بس جھوم جاتے
اور اس آستان کی زمیں چوم جاتے
تو حضرت والا نے فرمایا کہ مگر جلدی نہ گھوم جاتے۔

یعنی شیخ کے پاس سے جلدی نہ بھاگنا چاہیے

شیخ کی صحبت میں معتد بہ نہ رہنا چاہیے

کیوں کہ ایک رنگریز سے ایک آدمی نے کہا کہ میری چادر رنگ دو تو اس نے کہا کہ رنگنے کے لیے بہتر گھنٹے چاہئیں۔ کہا کہ نہیں ہماری تو کل شام کو ریل ہے، تم ہمیں کل دے دو۔ رنگریز نے کہا کہ کل میں دے تو دوں گا لیکن ضمانت نہیں دے سکتا کہ اس کا رنگ پکار ہے گا۔ اسی طرح جو لوگ قبل از وقت شیخ کی صحبت سے بھاگ جاتے ہیں ان کا رنگ بھی کچا رہتا ہے، دوسرے ماحول سے متاثر ہو جاتے ہیں اور اگر نسبت مع اللہ بختم ہو جاتے تو وہ لوگ ماحول کو بدل دیتے ہیں۔

۵ جہاں جاتے ہیں ہم تیرا فسانہ چھپٹ دیتے ہیں
 کوئی محفل ہو تیرا رنگ محفل دیکھ لیتے ہیں
 خیر جگر صاحب نے جو شعر کہا ہے آہ! اسے پڑھ کر مجھے اتنا مزہ آتا ہے کہ بیان نہیں
 کر سکتا اور انشا اللہ تعالیٰ آپ کو بھی مزہ آئے گا۔ جگر صاحب نے آرتینہ میں جب
 اپنی داڑھی دیکھی تو یہ شعر کہا۔

۵ چلو دیکھ آئیں تماشہ جگر کا
 سنا ہے وہ کافہ مسلمان ہو گا

ارے دوستو! کیا غضب کا شعر کہا اس ظالم نے۔ کیا پیارا شعر ہے۔ یہاں کافر
 کے معنی محبوب کے ہیں جیسے محبوبوں کو ظالم کہتے ہیں کافر ادا کہتے ہیں۔ یہاں کافر سے مراد
 یہ ہے کہ جگر کتنا پیارا لگ رہا ہے داڑھی رکھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی
 برکت ہے۔

تو میں یہ کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ جس سے محبت کرتا ہے اس کو ہر ذرہ کائنات سے
 ہدایت ملتی ہے اور جس کو خدا مردود کرے بوجہ اس کی شامت عمل کے وہ مسجدوں میں،
 خانقاہوں میں جٹی کر بیت اللہ میں بھی مقبول نہیں ہو سکتا۔

۶ کعبہ میں پیدا کرے زندقہ کو

ابو جہل کو کہاں پیدا کیا؟ ماں حاملہ تھی طواف کر رہی تھی کعبہ میں ابو جہل پیدا ہوا

۶ لاوے بت خانہ سے وہ صدیق کو

اور ابو بکر صدیق کو کہاں سے لاتے؟ بت خانہ سے۔ ان کے والد بت پرست تھے

ابو بکر کو کفر کے خاندان میں پیدا کر کے صدیق بنا رہے ہیں۔ بعد میں ان کے والد کو بھی اللہ

تعالیٰ نے ایمان عطا فرمایا۔ یہ وہ خاندان ہے کہ چار پشت اس کی صحابی ہے۔ حضرت

ابو بکر صدیق صحابی، ان کے والد صحابی، ان کے بیٹے صحابی اور پوتے صحابی۔ کفر کے گھر
میں پیدا ہونے والا صدیق ہو رہا ہے اور کعبہ میں پیدا ہونے والا مردود ہو رہا ہے۔

ع زادة آزر خلیل اللہ ہو

آزر بت پرست و بت فروش کا بیٹا خلیل اللہ ہو رہا ہے۔

ع اور کنعاں نوح کا گدراہ ہو

اور حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا گمراہ ہو رہا ہے۔ کافر باپ کا بیٹا ابراہیم

خلیل اللہ ہو رہا ہے اور پیغمبر کا بیٹا کافر ہو رہا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے
کرمشے ہیں۔

ع اہلبہ لوط نبی ہو کافرہ

ایک پیغمبر کی بیوی کافرہ ہے۔

ع زوجہ فرعون ہووے طاہرہ

اور فرعون کی بیوی حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لا کر صحابیہ ہو رہی ہے

ع غیر کو اپنا کرے اپنے کو غیب

دیر کو مسجد کرے مسجد کو دیر

فہم سے بالا خدائی ہے تری

عقل سے برتر خدائی ہے تری

اللہ تعالیٰ کی بے نیازی سے ڈرتا رہے۔ ایسا نہ ہو کہ گناہوں پر مستقل جرات

سے عذاب نازل ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ جتنے حلیم ہیں اتنی ہی غیر محدودان کی صفت

انتقام بھی ہے۔ حضرت حکیم الامت کا ارشاد ہے کہ مومن کی وہ گھڑی بڑی منحوس ٹہی

لعنتی ہے جس گھڑی میں وہ اللہ کی نافرمانی کرتا ہے مثلاً کسی نامحرم عورت کو دیکھتا ہے، اپنی حلال بیوی کو چھوڑ کر کسی کے حُسنِ حرام پر نظر ڈالتا ہے، اگر کہیں اچانک نظر پڑ بھی جائے اور اللہ تعالیٰ فہمِ سلیم دے تو فوراً نظر ہٹا کر یہ کہے گا کہ میری بیوی سے بڑھ کر دنیا میں کوئی حسین نہیں ہے پوری کائنات میں اس کا مثل نہیں ہے۔

دلیل اس کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں
محبت کا ایک بلند مقام
 جوڑا مقدر ہے۔ لہذا یہ بیوی جو میرے گھر

میں ہے اللہ تعالیٰ کے دستِ کرم سے عطا ہوئی ہے اور جو نعمت ان کا دستِ کرم عطا کرے اس سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ یہ محبت کا مقام عرض کر رہا ہوں۔ مولانا رومیؒ مجنوں کا واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ لیلیٰ کی گلی کے گتے کو دیکھ کر مجنوں نے کہا۔

اس طلسمے بستہ مولیٰ ست من

پاسبان کو چہ لیلے ست من

ارے دیکھو تو سہی میری لیلیٰ کی گلی کا پاسبان یہ کتنا کتنا پیارا ہے۔ ارے یہ تو ایک جادو ہے میرے مولے کا بنایا ہوا۔

آن گئے کو گشت در کوشِ مقیم

جو کتا میری لیلے کی گلی میں مقیم ہے۔

خاک پایش بہ ز شیرانِ عظیم

اس کے پاؤں کی خاک بڑے بڑے شیروں سے بہتر ہے۔

آن گئے کو باشد اندر کونے او

لیلے کی گلی میں جو گشت رہتا ہے۔

من بہ شیراں کے دہم یک موئے او

میں شیروں کو اس کا ایک بال بھی نہیں دے سکتا۔

اے کہ شیراں مرگانش راعنلام

اے دُنیا والو! بہت سے شیر محبوب کے کتے کے غلام بن چکے ہیں۔

گھٹن امکاں نیست خامش والسلام

مگر آپ ہماری یہ باتیں نہیں سمجھ سکتے اس لیے نہ سمجھنے والوں کو بس میں سلام کرتا ہوں
مولانا کا مطلب یہ ہے کہ نسبت بہت بڑی چیز ہے حرم کا اگر ایک کتا بھی آجائے تو
اس کی قدر کرو۔ سوچو کہ کہاں سے آیا ہے۔ ان قصوں سے مولانا رومی کا مقصد لیلیٰ مجنوں
نہیں ہیں۔ ان کا مقصد اللہ و رسول کی محبت کے آداب سکھانا ہے۔

مولانا قاسم نانوتوی کی شانِ محبت

جس وقت تھانہ بھون سے سڑک
پر جھاڑو لگانے والا ایک ہندو بھنگی

نانوتی گیا تو مولانا قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا کہ کہاں سے آتے ہو۔ اس نے کہا کہ
تھانہ بھون سے۔ مولانا نے چار پانی منگانی چادر لگائی، تکیہ لگایا اور کہا کہ لیٹو، آرام کرو اور
اوپوری منگانی اور خوب کھلایا۔ کسی نے کہا کہ حضرت ایک بھنگی کی آپ اتنی عزت کر
رہے ہیں تو فرمایا کہ تمہاری نظر تو بھنگی پر ہے لیکن میری نظر میں تو یہ ہے کہ میرے شیخ
حضرت حاجی صاحب کے شہر سے آیا ہے۔

آپ بتائیے کہ مدینہ پاک سے کوئی یہاں آجائے تو کیا آپ کا دل خوش نہیں ہوگا
کیا آپ اس کا اکرام نہیں کریں گے، کیا اس پر جان و دل قربان نہیں کریں گے۔ یہ محبت
کی بات ہے۔

لہذا جو نعمت اللہ تعالیٰ نے اپنے دستِ کرم سے عطا فرمائی اس کو سب سے
زیادہ عزیز رکھیے۔ جو بیوی اللہ تعالیٰ نے دی ہے اس کو سمجھیے کہ تمام دنیا کی عورتوں

سے زیادہ حسین ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے دستِ کرم سے اُن کی مشیت سے ملی ہے
 دیکھئے خواجہ حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک غلام خرید
سبق بندگی جو صاحبِ نسبت تھا، ولی اللہ تھا۔ اس سے پوچھا کہ

اے غلام! تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا حضور! غلاموں کا کوئی نام نہیں ہوتا، مالک
 جس نام سے پکار لے وہی اس کا نام ہوتا ہے۔ دیکھئے وہ ولی اللہ یہ ادب رکھا رہا ہے
 خواجہ حسن بصری کو جنہوں نے ایک سو بیس صحابہ کی زیارت کی تھی۔ پھر پوچھا کہ تو کیا کھاتا
 پسند کرتا ہے اس غلام نے کہا کہ حضور! غلاموں کا کوئی کھانا نہیں ہوتا، مالک جو کھلا
 دے وہی اس کا کھانا ہوتا ہے۔ پھر پوچھا کہ تو کون سا لباس پسند کرتا ہے اس نے
 کہا کہ حضور! غلاموں کا کوئی لباس نہیں ہوتا، مالک جو پہنا دے وہی اس کا لباس
 ہوتا ہے۔ خواجہ حسن بصری بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو فرمایا کہ میں نے
 تجھ کو آزاد کیا۔ اس غلام نے کہا کہ جزاک اللہ لیکن یہ تو بتائیے کہ کس خوشی میں آپ نے مجھے
 آزاد کیا ہے۔ فرمایا کہ تو نے مجھ کو اللہ تعالیٰ کی بندگی سکھا دی۔ جو کھلا دیں کھا لو، جو پہنا دیں
 پہن لو، جو بیوی عطا فرمائی اس پر رہنی رہو۔

جنت میں یہ بیویاں حوروں سے زیادہ حسین
 کر دی جائیں گی کیوں کہ انہوں نے نماز روزہ
اپنی بیویوں کو حقیر نہ سمجھتے

کیا ہے حوروں نے نہیں کیا اس لیے اللہ اپنی عبادت کا نوراں کے چہروں پر ڈال دیا
 جس وجہ سے یہ جنت میں حوروں سے زیادہ حسین ہوں گی۔ تفسیر روح المعانی میں حضرت
 اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے یہ روایت منقول ہے، صفحہ ۱۲۶ جلد ۲، لہذا اپنی
 بیویوں کو حقیر نہ سمجھتے۔ چند دن کے لیے یہ ہماری پاس ہیں۔ ان کی شانِ جنت میں دکھنا
 اور شکر کوں والیوں کو مت دیکھتے۔

کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

سو قیامت مزاج نہ بنائیے بازار کی لڑکیوں
کو راستہ چلتے تاک جھانک کرنا

یہ بازاری مزاج ہے۔ یہ شریف لوگ نہیں ہیں یہ غیر شریفانہ حرکت ہے۔ اللہ دیکھ رہا ہے پھر بھی یہ جرات، میرا شعر ہے۔

جو کرتا ہے تو چھپ کے اہل جہاں سے

کوئی دیکھتا ہے تجھے آسماں سے

دنیا میں کوئی ذرہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر نہیں ہل سکتا۔ تو پھر کیا بغیر حکم الہی کے آپ کو یہ بیوی مل سکتی تھی؟ لہذا سمجھ لیجئے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے ملی ہے۔ بزرگ شاعر فرماتے ہیں۔

بہار من خزاں صورت گل من شکل خار آمد

چراز ایمائے یار آمد ہمی گیسدم بہار آمد

میری بہار خزاں کی شکل میں آتی ہے، میرا پھول کانٹے کی شکل میں آیا ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے آیا ہے اس لیے میں نے یہی سمجھا ہے کہ وہ بہار ہے۔

لہذا یقین کیجئے کہ اللہ نے جو بے حیاتی سے بچنے کا واحد راستہ

حلال کی بیوی دی ہے اس کے

بڑھ کر دنیا میں کوئی حسین نہیں۔ کس دستِ کرم سے عطا ہوئی ہے اس نسبت کا خیال

رکھیے۔ ری یونین کی شرکوں پر پھرتی ہوئی تنگی عورتوں سے بچنے کا واحد راستہ یہی ہے

کہ یہ دھیان دل میں جم جائے، اللہ تعالیٰ سے نسبت قائم ہو جائے۔ نگاہ بدل لیجئے

آسماں پر دیکھئے کہ مجھے جو ملی ہے اللہ نے عطا فرماتی ہے۔ مرضی مولیٰ از ہمہ اولیٰ۔ اس

قناعت پر اللہ تعالیٰ کتنے خوش ہوں گے۔ اگر آپ کی بیٹی کم حسین ہو اور مزاج کی بھی تیز

ہو اور داماد زیادہ حسین ہو تو آپ کیا چاہیں گے کہ داماد اس کی پٹائی کرے اور مار مار کر اس کو ٹیڑھا کر دے؟ یا یہ چاہیں گے کہ اس کو آرام سے رکھے۔ اگر وہ اخلاق سے پیش آتا ہے اور آپ کی بیٹی کی تلخوں کو برداشت کرتا ہے اور اس کے حسن کی کمی کی بھی شکایت نہیں کرتا تو آپ کیا چاہیں گے کہ اس داماد کو کیا ہدیہ پیش کر دوں، کون سی جائیداد اس کے نام لکھ دوں اور کہیں گے کہ یہ تو ولی اللہ ہے اور آپ کے دل میں سب سے زیادہ وہ محبوب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں کو اپنا ولی بنا لیتے ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آتے ہیں۔ جس زمین والے نے اپنی بیوی کی تلخ مزاجی بد اخلاقی یا حسن کی کمی کو برداشت کیا اور اچھے اخلاق سے پیش آیا تو اس آسمان والے نے اس کو اتنا نوازا کہ رشک آسمان اس کو قرب عطا فرمایا۔

بیوی سے حسن سلوک کی بدولت ولایت علیا کا حصول | حضرت شاہ

ابو الحسن خرقانی رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی بڑی تلخ مزاج تھی۔ ایک شخص خراسان سے شاہ صاحب سے بیعت ہونے کے لیے آیا اور گھر میں پوچھا کہ حضرت کہاں ہیں بیوی نے وہ سنائیں کہ کیا حضرت حضرت کرتا ہے، رات دن تو میں ان کے ساتھ ہوتی ہوں، وہ تو ”بڑے حضرت“ ہیں۔ محاورہ میں کہتے ہیں کہ ان سے ذرا ہوشیار رہنا یہ بڑے حضرت ہیں یعنی چکر باز ہیں۔ وہ بے چارہ رونے لگا۔ محلہ والوں سے کہا کہ ہزاروں میل چل کر آیا ہوں اور بیوی بتا رہی ہے کہ وہ بزرگ ہی نہیں ہیں تو لوگوں نے کہا کہ بے وقوف! بیوی کی سند مت لے۔ بیوی شاید ہی کسی کو سند دے جا جنگل میں جا کر ان کی کرامت دیکھ۔ جنگل گیا تو دیکھا کہ شیر پر بیٹھ کر چلے آ رہے ہیں حضرت شاہ ابو الحسن خرقانی سمجھ گئے کہ یہ گھر سے بیوی کی جلی کٹی سن کر آ رہا ہے فرمایا کہ اس بیوی کی

تو مزاجی جو برداشت کر رہا ہوں اسی کی برکت سے یہ شیر زمیری بے گاری کر رہا ہے اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس کی برکت سے یہ کرامت دی ہے کہ میں اللہ کی بندی سمجھ کر اس کے ساتھ زندگی پار کر رہا ہوں۔ اگر میں اسے طلاق دیتا ہوں تو میرے کسی اور مسلمان بھائی کو ستائے گی۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کی بندی سمجھ کر اس سے نباہ کر رہا ہوں۔ میں اس کو بیوی کم سمجھتا ہوں اور اللہ تعالیٰ کی بندی زیادہ سمجھ کر اس کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آتا ہوں۔ اس کے بعد مولانا رومیؒ نے جو شعر لکھا ہے آہ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحبؒ جب مجھ کو مثنوی پڑھاتے تھے تو بڑے درد سے پڑھتے تھے۔ میری مثنوی کی سند بھی سن لیجئے۔ میں نے مثنوی پڑھی مولانا شاہ عبدالغنی صاحبؒ پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ سے۔ حضرت نے پڑھی حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے حضرت تھانویؒ نے شیخ العرب والعجم حضرت حاجی امداد اللہ صاحبؒ پڑھی۔ مثنوی کی جو میری شرح ہے وہ انہیں بزرگوں کا فیض ہے اس وقت حضرت مثنوی کا یہ شعر پڑھتے تھے کہ شاہ ابوالحسن غرقانیؒ نے فرمایا۔

گر نہ صبرم می کشیدے بارزن

کے کشیدے شیر زبے گارمن

اگر میرا صبر اس عورت کی ایذاؤں کو برداشت نہ کرتا تو بھلا یہ شیر زمیری بگاری کرتا کہ میں اس کی پیٹھ پر بیٹھا ہوا ہوں اور لکڑیاں بھی لادے ہوتے ہوں۔ یہ کرامت اس عورت کی تکلیفوں پر صبر کرنے سے اللہ نے مجھے دی ہے۔

واقعہ حضرت مرزا منظر جان جاناںؒ | حضرت مرزا منظر جان جاناںؒ کو الامام
ہوا کہ اے منظر جان جاناں! دلی میں

ایک عورت ہے نمازی بھی ہے تلامذت بھی بہت کرتی ہے مگر کنگھنی ہے کنگھنی غصہ

کی تیز زبان کی تیز۔ اس سے شادی کر لو کیوں کہ تمہارا مزاج بہت نازک ہے بادشاہ نے صراحی پر پیالہ ترچھا رکھ دیا تو تمہارے سر پہ درد ہو گیا اور رضائی کے دھاگے اگر ٹیرھے ہوئے تو تمہارے سر پہ درد ہو گیا۔ دہلی کی جامع مسجد جاتے ہوئے اگر راستہ میں کسی کی چار پائی ٹیرھی پڑی ہوئی دیکھتے ہو تو تمہارے سر پہ درد ہو جاتا ہے۔ جب تم اتنے نازک مزاج ہو تو اس نزاکت کو دُور کرنے کے لیے اب علاجا تم اس عورت سے شادی کرو۔ میں تمہیں نواز دوں گا اور تمہارا ڈنکا سارے عالم میں پُورا دوں گا۔ حضرت جان جاناں نکاح کر کے لے آئے۔ اب صبح و شام کھا رہے ہیں کریلانیم چڑھا۔ ایک دن ایک کابلی کھانا لینے گیا کہ حضرت کا کھانا دے دو۔ کہنے لگیں کہ ارے کیا حضرت حضرت کرتے ہو۔ خوب سنائیں حضرت کو۔ پٹھان نے چھرا نکال لیا لیکن تھوڑی دیر میں عقل آگئی کہ ارے تم ہمارے شیخ کابی بی ہے، نہیں تو ابھی ہم تم کو چھرا مار دیتا۔ لیکن جا کر حضرت سے کہا کہ حضرت آپ نے کبھی عورت سے شادی کی۔ فرمایا کہ اسی پر صبر کی برکت سے یہ میرا ڈنکا پٹ رہا ہے۔ انہیں کے سلسلہ میں یعنی ان کے خلیفہ کے خلیفہ کے ہاتھ پر علامہ شامی ابن عابدین اور علامہ آلوسی السید محمود بغدادی تفسیر روح المعانی کے مصنف بیعت ہوئے۔ حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ شاہ غلام علی صاحب تھے اور ان کے خلیفہ مولانا خالد کوٹھی تھے۔ یہ دونوں انہیں کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ سارے عالم میں ڈنکا پٹ گیا۔

خیر بات تو یہ چل رہی تھی کہ میں کار میں شیخ کے ساتھ جدہ سے مکہ مکرمہ جا رہا تھا۔ اہل میں میں مقرر نہیں ہوں۔ چالیس سال تک میں نے کوئی تقریر نہیں کی۔ گونگا تھا بول نہیں سکتا تھا مجوز تھا تقریر کرنا نہیں آتا تھا۔ جب ساتھی لوگ تقریر کرتے تھے میں ان کا منہ دیکھا کرتا تھا۔ حسرت ہوتی تھی۔ چالیس سال کے بعد میرے شیخ کی کرامت سے مجھے

گویائی نصیب ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے مغیبدوں کو نصیب فرماتے جو
میرے لیے اور امت کے لیے مفید ہو۔ آمین

ذکر اللہ سے حصول اطمینان قلب کی عجیب تمثیل اور ایک علم عظیم

تو جب اس کار کے شیشہ کو چڑھایا تب جا کر کار ٹھنڈی ہوئی اس وقت حضرت مولانا
شاہ ابراہیم صاحب کلمے فرمایا کہ ایک علم عظیم عطا ہوا کہ جو لوگ اپنے دل میں ذکر اللہ
کا ایئر کنڈیشن تو چلا رہے ہیں لیکن آنکھوں کا شیشہ نہیں چڑھاتے کانوں کا شیشہ نہیں چڑھاتے
یعنی قوتِ باصرہ، قوتِ سامعہ، قوتِ شامہ، قوتِ ذائقہ، قوتِ لامسانہ جو اس پر تقویٰ کا شیشہ نہیں
چڑھاتے ان کے دل میں وہ چین نہیں جو اولیاء اللہ کے دلوں کو ذکرِ کامل سے ملتا ہے

ذکر اللہ کا نفع کامل تقویٰ پر موقوف ہے | ذکر اللہ کے ایئر کنڈیشن سے
چین و سکون و اطمینان کی جو

ٹھنڈک دل کو ملتی ہے اس سے یہ ظالم محروم ہیں۔ فرمایا کہ جس دن تقویٰ کا یہ شیشہ
حواسِ خمسہ پر چڑھ جائے گا یعنی گناہ چھوٹ جائیں گے اس دن منہ سے ایک اللہ جب
نکلے گا تو زمین سے آسمان تک ایئر کنڈیشن بن جائے گا اور دل کو سکون کامل نصیب
ہو جائے گا۔ بتائیے کتنا بڑا علم ہے۔ دیکھتے نئی موٹر تھی نیا ایئر کنڈیشن مگر شیشہ کھلنے
سے ایئر کنڈیشن کا نفع کامل نہیں ہوا۔ اسی طرح ذکر اللہ کے ساتھ اگر کوئی گناہ بھی کرتا
ہے تو گویا وہ کھڑکی کا شیشہ کھول دیتا ہے جس سے گرمی اندر آنے لگتی ہے اور دل میں
کامل سکون حاصل نہیں ہو سکتا۔

لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر فی الحال کسی سے گناہ نہیں چھوٹ رہے
تو وہ تنگ آکر ذکر ہی چھوڑ دے۔ ہرگز ایسا نہ کرے۔ اگر گناہ نہیں چھوٹتے تو ذکر اللہ

بھی نہ چھوڑے۔ ایک دن یہ ذکر اس سے گناہ چھڑا دے گا۔ ایک تہجد گزار چور تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ فلاں شخص تہجد بھی پڑھتا ہے اور چوری بھی کرتا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اس کی نماز اس کی چوری پر غالب آجائے گی۔ لہذا جو لوگ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں گناہوں کو چھوڑنے کی پوری کوشش کریں تاکہ ذکر اللہ کے ایئر کنڈیشن کا پورا مزہ حاصل ہو لیکن جب تک گناہ نہ چھوٹیں تو نیک کام بھی نہ چھوڑتے اگر بُرائی نہیں چھوٹی تو بھلائی بھی مت چھوڑتے۔ ذکر و عبادت کیسے جائیے انشاء اللہ ایک دن اس کی برکت سے گناہ چھوٹ جائیں گے، بشرطیکہ اخلاص کے ساتھ گناہ چھوڑنے کی پوری کوشش کریں اور اس کی تدا بیر بھی کریں۔ یعنی شیخ یا صلح کو اطلاع کرتے رہیں کہ باوجود ذکر کے، اشراق و تہجد کے ایک گناہ میں مبتلا ہوں مثلاً کسی عورت کو دیکھے بغیر نہیں رہتا، مجال نہیں کہ کوئی عورت گزرے اور میں اس کو نہ دیکھوں۔ شیخ علاج بھی بتائے گا اور اللہ سے روئے گا بھی۔ اس کی دعا کی برکت سے انشاء اللہ تعالیٰ ایک دن توبہ نصیب ہو جائے گی۔

ولایت کی بنیاد تقویٰ ہے | بہر حال حضرت والا کے ارشاد سے ہم لوگوں کو ایک سبق مل گیا

کہ ذکر اللہ کے ساتھ تقویٰ اختیار کرو۔ ولایت کی بنیاد نوافل پر نہیں ہے۔ اگر ایک شخص کوئی نفل نہیں پڑھتا، صرف فرائض واجبات و سنت موکدہ ادا کرتا ہے لیکن ایک گناہ بھی نہیں کرتا یہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے اور اس کی دلیل قرآن پاک کی آیت ہے

ان اولیاءہ الا المتقون اللہ تعالیٰ کے ولی کون ہیں؟ متقی بندے ہیں اور یہ متقی ہے۔

گناہ پر اصرار کرنے والا ولی اللہ نہیں ہو سکتا | اور جو شخص رات بھر
تہجد پڑھتا ہے ،

دن بھر تلاوت کرتا ہے ہر سال حج و عمرہ کرتا ہے لیکن کسی عورت کو دیکھنے سے باز
میں آتا، بد نظری کرتا ہے، گانا سنتا ہے، غیبت کرتا ہے یہ شخص ولی اللہ نہیں ہو
سکتا باوجود حج و عمرہ کے باوجود تہجد کے یہ فاسق ہے۔ جو گناہ کرتا ہے شریعت میں
وہ فاسق ہے اور فسق و ولایت جمع نہیں ہو سکتی۔ ایک شخص جو فرض واجب، سنت موکدہ
ادا کرتا ہے لیکن ہر وقت با خدا ہے، کسی وقت گناہ نہیں کرتا یہ متقی ہے، ولی اللہ ہے۔ یہ
اور بات ہے کہ جو ولی اللہ ہیں وہ نوافل ضرور پڑھتے ہیں وہ تو ہر وقت اللہ کی یاد میں بے
چین رہتے ہیں بغیر اللہ کے ذکر کے ان کو چین ہی نہیں ملتا۔ علامہ قاضی شہناز اللہ پانی پتی
رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن کو ذکر اللہ کا مزہ مل گیا وہ سر سے پیر تک ذکر میں غرق ہیں۔
بسی اعضا سے وہ گناہ نہیں ہونے دیتے کیوں کہ ذکر کا حاصل ترکِ معصیت ہے۔

ذکر مثبت اور ذکر منفی | اللہ تعالیٰ کی یاد کی دو قسمیں ہیں نمبر ایک یاد مثبت
یعنی امتثال اوامر نمبر دو یاد منفی یعنی ترکِ نواہی

اگر ہم احکام کو بجالاتے ہیں تو یہ ذکر مثبت ہے جیسے نماز کا وقت آگیا تو نماز ادا
کر لی اور گناہ چھوڑنا یہ ذکر منفی ہے جیسے نامحرم عورت سامنے آگئی تو نظر بچالی اور اس وقت
اللہ تعالیٰ سے سودا کر لیں کہ اے اللہ بصارت کی حلاوت یعنی آنکھوں کی مٹھاس
تو میں نے آپ کو دے دی۔ اب آپ مجھے حلاوتِ ایمانی یعنی ایمان کی مٹھاس عطا
فرما دیجئے! اپنا ایک اردو شعر یاد آیا۔

ے جب آگئے وہ سامنے نابینا بن گئے
جب ہٹ گئے وہ سامنے سے بینا بن گئے

نابینا کیسے نہیں؟ یعنی نظریں جھکا لو جب کوئی نامناسب شکل سامنے آئے، لیکن موڑ چلانے والا نابینا نہ بنے اس کے لیے معافی ہے۔ بس وہ سامنے نظر رکھے اور ہر اُدھر نہ دیکھے۔ پھر بھی نفس حاشیہ نگاہ سے اور زاویہ نگاہ سے کچھ چرائے گا۔ اس کی ان شاء اللہ تعالیٰ معافی ہو جائے گی۔ توبہ کر لے کہ اے اللہ میں نے نظر کو سامنے رکھا قصداً نظر نہیں ڈالی لیکن پھر بھی میرے نفس نے جو حرام مال چرایا ہو میرے سُلذاتِ محرمہ مسروقہ کو آپ معاف فرما دیجئے یعنی حرام لذت کی چوری کا مال جو نفس لے حاصل کیا ہو آپ اس کو معاف کر دیجئے کیوں کہ اس وقت اس پر اختیار نہیں تھا۔ اگر نظر جھکاتا تو تصادم ہو جاتا۔ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا کہ اگر کوئی واقعی سچا اللہ والا ہے لیکن کمزور ہے اور تسبیح پڑھتا ہوا جا رہا ہے کہ ایک حسین تگڑی عورت نے اس کو بُری نیت سے دیکھا اور لپٹ گئی اور اس کو پٹک دیا۔ یہ مفروضہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرما رہے ہیں اصلاحِ امت کے لیے اور اس کے سینہ پر برہنہ گئی اور کما کما ملے ملا تم بہت نظر بچاتے ہو اور پوری طاقت سے اس کی آنکھیں کھول کر کما کما اب دیکھ مجھے، دکھتی ہوں کہ اب کیسے نہیں دیکھے گا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ اگر وہ صاحبِ نسبت ہے تو اپنی شعاعِ بصریہ پر اللہ تعالیٰ کی عظمت کو غالب رکھے گا اور اچھی پچی سطحی نظر جو غیر اختیاری ہے ڈالے گا، باریک نظر نہیں ڈالے گا۔ یہ باتیں کون بیان کر سکتا ہے؟ ایسی باتیں اللہ تعالیٰ کے بڑے اولیاء بیان کرتے ہیں جو اہل راستہ سے گذرے ہوئے ہیں جن کو ایسا ایمان حاصل ہے۔

غرض اللہ تعالیٰ کے قرب و ولایت کی بنیاد تقویٰ یعنی گناہوں کو چھوڑنا ہے بتائیے ایئر کنڈیشن والے قصہ سے یہ سبق بلا کر نہیں؟ یہ نصیحت ملی کہ نہیں اور نصیحت بھی جس کی ہے؟ حضرت حکیم الامتؒ مجددِ الملت کے خلیفہ اور آخری خلیفہ حضرت مولانا

شاہ ابرار راجی صاحب کی ہے جن کے متعلق ان کے استاد حضرت شیخ الحدیث مولانا ذکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اور یہ بات کتاب مشاہیر علماء مظاہر العلوم میں چھپی ہوئی ہے کہ مولانا ابرار راجی صاحب جب مجھ سے ابو داؤد شریف پڑھتے تھے اسی وقت سے یہ صاحب نسبت ہیں۔ حضرت نے کیا عمدہ نصیحت فرمائی کہ دیکھو ایک ٹیڈیشن کا فائدہ جب ہوا جب شیشہ چڑھایا گیا۔ کار میں چار شیشے ہوتے ہیں لیکن انسان میں پانچ شیشے ہیں۔ قوتِ باصرہ (دیکھنے کی قوت)، قوتِ سامعہ (سننے کی قوت)، قوتِ شامہ (سونگھنے کی قوت)، قوتِ ذائقہ (چکھنے کی قوت)، قوتِ لامسہ (چھونے کی قوت)، اللہ کے ذکر کا پورا فائدہ جب ملے گا جب ان پانچوں راستوں پر اللہ کے خوف کا شیشہ چڑھا لو گے یعنی جب ان پانچوں قوتوں سے کوئی کام اللہ کی مرضی کے خلاف ہو تو سمجھ لو کہ تقویٰ کا شیشہ چڑھ گیا۔ پھر جب اللہ کا ذکر کرو گے پھر ایک اللہ جب مُنہ سے نکلے گا تو اتنا مزہ آئے گا کہ جنت سے زیادہ۔ اللہ کا نام لینے میں وہ شخص دنیا کی زمین پر جنت سے زیادہ مزہ پائے گا جو تقویٰ اختیار کرتا ہے۔ دلیل کیا ہے؟

ذکر اللہ کی لذت کا کوئی ہمسر نہیں | دلیل یہ ہے کہ جنت مخلوق ہے حادث ہے اور اللہ تعالیٰ قدیم ہیں اور واجب

الوجود ہیں۔ کیا خالق کی لذت کو مخلوق پکیتی ہے۔ جنت خالق نہیں ہے، مخلوق ہے تو اللہ کے نام کی ٹھاس اور لذت کو مخلوق کیسے پائے گی جب کہ خود فرما رہے ہیں۔ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ نکرہ تحت نفی واقع ہو رہا ہے جو فائدہ عموم کا دیتا ہے یعنی اللہ کا کوئی ہمسر نہیں تو پھر اللہ کے نام کی لذت کا کیسے کوئی ہمسر ہو سکتا ہے میرا ایک اُردو شعر ہے۔

۵ اللہ اللہ کیسا پیارا نام ہے
عاشقوں کا سینا اور جام ہے

علم کے نفع لازمی و متعدد کی ایک تمثیل

اب دوسرا واقعہ سنیے جب
مکہ شریف تین میل رہ گیا تو

وہی موٹر جس میں ہیں شیخ کے ساتھ سفر کر رہا تھا ایک پٹرول پمپ پر پٹرول لینے کے
لیے صاحب کار نے روکی۔ اتنے میں ایک ٹینکر آیا جس پر دس بارہ ہزار گیلن پٹرول
لدا ہوا تھا۔ اس کے ڈرائیور نے بھی کہا کہ میرے ٹینکر میں پٹرول ڈال دو کیوں کہ انجن میں
پٹرول نہیں جا رہا ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ ایک دوسرا سبق حاصل کرو۔ جو علماء اپنے
باطن کو منور نہیں کرتے۔ اللہ والوں کی صحبت سے اللہ تعالیٰ کا خوف اللہ کی خشیت
اللہ تعالیٰ کی محبت کا پٹرول اپنے قلب کے انجن میں حاصل نہیں کرتے ان کا علم ان کی
پیٹھ کے اوپر رکھا ہوا ہے چاہے دس ہزار گیلن ہو، نہ خود اس سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں
نہ دوسروں کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں جس طرح ٹرک اور سیکر چل ہی نہیں سکتا جب انجن
ہی نہیں پٹرول نہ ہو اسی طرح اپنے علم پمپ کی توفیق نہیں ہو سکتی اگر دل میں اللہ کی محبت و خشیت
نہیں ہے علم چوں برتن زنی مارے بود

جو علم کو دنیا کے عیش اور تن پرستی کے لیے حاصل کرتا ہے وہ علم اس کے لیے

سانپ ہے اور ہے

علم چوں بر دل زنی یارے بود

اور علم کا اثر اگر دل میں حاصل کر لو یعنی خشیت و محبت دل اللہ والا ہو جاتے

تو پھر یہ علم مفید ہے۔

دوستو! پہلے دل اللہ والا بنتا ہے تب جسم اللہ والا بنتا ہے، پہلے دل صاحب

نسبت ہوتا ہے پھر اس کا اثر سارے جسم پر ہوتا ہے کہ وہ کسی طرح سے گناہ نہیں کرتا۔
 ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاة شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ اللہ کے ولی ہونے کی علامتیں دو ہیں نمبر ایک

علامات ولایت

جس کو اللہ اپنا ولی بناتا ہے اپنے اولیاء کے دلوں میں اس کی محبت ڈال دیتا ہے۔
 مِنْ اِمَارَاتِ وِلَايَتِهِ تَعَالَى شَانُهُ أَنْ يَرْزُقَهُ مُوَدَّةَ فِي قُلُوبِ اَوْلِيَاءِهِ
 اور دوسری علامت ہے لَوْ اَزَادَ سُوْءًا اَوْ قَصَدَ مَخْطُوْرًا عَصَمَهُ عَنْ اِرْتِكَابِهِ
 صفحہ ۹۲ جلد کسی خلاف شریعت کام کا اگر وہ ارادہ کرے اور وہ صاحب نسبت
 ولی اللہ ہو چکا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی حفاظت میں لے لیتے ہیں اور گناہ کے ارتکاب
 سے اس کو محفوظ رکھتے ہیں۔ یا تو گناہ کو اس سے بھگا دیتے ہیں یا اس کو گناہ سے بھگا دیتے
 ہیں کوئی بے عیبی پیدا کر دیتے ہیں۔ یہ مقام وہ ہے کہ آدمی خود سمجھ جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ
 نے مجھے اپنے لیے قبول فرمایا ہے۔ شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ
 فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کو اپنا ولی بناتے ہیں تو اسے بھی پتہ چل جاتا ہے۔

ہم تمہارے تم ہمارے ہو چکے
 دونوں جانب سے اشارے ہو چکے

خواجہ صاحب نے حضرت حکیم الامت سے پوچھا کہ بندہ جب صاحب نسبت
 ہو جاتا ہے تو کیا اسے پتہ چل جاتا ہے کہ اس کو نسبت عطا ہو گئی؟ فرمایا کہ بالکل پتہ چل
 جاتا ہے۔ عرض کیا کہ حضرت کیسے؟ فرمایا کہ جب آپ بالغ ہوئے تھے تو کیا آپ کو
 دوستوں سے پوچھنا پڑا تھا کہ دوستو! بتانا عزیز احسن بالغ ہوا یا نہیں یا آپ کو خود پتہ چل
 گیا تھا کہ میں بالغ ہو گیا۔ بالغ معنی پہنچنے والا، البلوغ معنی رسیدن، اسی طرح جب
 روح بالغ ہوتی ہے معنی اللہ تک پہنچ جاتی ہے تو رگ رگ میں اللہ کی محبت ایک

درد اور اللہ سے خاص تعلق محسوس ہو جاتا ہے۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

باز آمد آب من در جوئے من

میرا پانی میرے دریا میں آگیا۔ جب پانی آئے گا تو دریا کو پتہ نہیں چلے گا؟

باز آمد شاہ من در کوئے من

میرے دل کی گلی میں میرا شاہ آگیا۔ جب اللہ دل میں آئے گا تو دل کو کیسے پتہ

نہیں چلے گا۔

تو دوستو! دوسرے واقعہ سے کیا سبق ملا کہ دل کے بن میں محبت و خشیت

کا پٹرول ہونا چاہیے تب علم کا نفع پہنچتا ہے لازمی بھی اور متعدی بھی اور خشیت و

محبت کے پٹرول پمپ کہاں ہیں؟ اللہ والے ہیں۔ قاضی سنابل اللہ پانی پتی فرماتے

ہیں کہ جس شخص کا کوئی عضو بھی گناہ میں مبتلا ہے، کان سے گانا سننے کا عادی ہے،

آنکھ سے حسینوں کو دیکھنے کا عادی ہے، زبان سے غیبت کا عادی ہے، ہاتھ سے حسینوں

کے گال چھونے کا عادی ہے، اگر کسی قسم کے گناہ کی عادت ہے تو یہ شخص اطمینان کامل

نہیں پاسکتا۔ دلیل کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

الْأَبْدَانُ كَاللَّحْمِ تَطْعَمُ بِالتُّؤْبَةِ

ذکر اللہ سے حصول اطمینان قلب کی ایک تمثیل | تفسیر مظہری میں قاضی
سنابل اللہ پانی پتی فرماتے

ہیں کہ بزرگ اللہ معنی میں فی ذکر اللہ کے ہے مطلب یہ ہوا کہ اتنا کثرت سے ذکر کرو کہ ذکر میں

غرق ہو جاؤ جب ذکر میں ڈوب جاؤ گے یعنی سر سے پیر تک کوئی اعضاء گناہ میں مبتلا

نہ ہو گا تب جا کر اطمینان کامل ملے گا اور مثال بھی کتنی پیاری دی کہ تَطْعَمُ بِالتُّؤْبَةِ

فِي الْمَاءِ (صفحہ ۲۶۱ جلد ۱۰) مچھلی کو کب سکون ملتا ہے؟ جب فی الماء ہوتی ہے، پانی

میں ڈوبی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر الماس ہے یعنی پانی کے ساتھ تو ہے، گردن تک پانی بہ ڈوبی ہوئی ہے لیکن مکشوفۃ الراس ہے یعنی سر کھلا ہوا ہے تو کیا اس کو چین ملے گا؟ جب کھوپڑی گرم ہوگی تو دم تک گرمی آجائے گی اور پانی کے ساتھ ہونے کے باوجود بے چین رہے گی جب تک ہمہ تن غرق آب نہ ہو جائے اسی طرح جو شخص اللہ کے دریائے قرب میں سر سے پیز تک ڈوب جائے کسی اعضاء کو گناہ نہ کرنے دے تب اسے اطمینان کامل ملے گا اور اگر کبھی خطا ہو جائے تو استغفار و توبہ سے فوراً تلافی کرے جیسے کبھی کبھی بھی لالچ میں آکر شکاری کا چارہ لگایا ہوا کانٹا نکل لیتی ہے اور پانی سے باہر نکل آتی ہے لیکن پھر کیا کرتی ہے؟ کانٹا نکالنے کے لیے جھٹکا مار کر گلا پھاڑ لیتی ہے اور کود کر پھر دریا میں چلی جاتی ہے۔ اس لیے اگر کبھی نفس و شیطان کسی گناہ کے ماحول میں لے جائیں دریائے قرب سے دور کریں تو فوراً اپنی پوری کوشش کے ساتھ ففیرُوا إِلَى اللّٰهِ ہو جائیے، فرار سے اللہ تک نہ چلیں گے قرار سے نہیں۔ اگر غماہ پر قرار رہے گا تو ساری زندگی غماہ کے پاخانہ پیشاب میں لت پت پڑے رہیں گے۔

آج کل کے صوفیاء پر چند اعتراضات اور ان کے جواب

یہ دو باتیں اب دو تین باتیں تصوف کے بارے میں عرض کروں گا ایک بات تو یہ کہ لوگ کہتے ہیں کہ اس زمانہ کے صوفیاء ذکر کم کرتے ہیں اور پہلے زمانہ جیسی عبادت نہیں کرتے دوسری بات یہ کہ پہلے زمانہ کے صوفیاء دال روٹی اور پانی میں باسی روٹی بھگو کر کھاتے تھے۔ آج کل کے صوفیاء یعنی اور مرغ پلاؤ کھاتے ہیں اور تیسرا اعتراض یہ کہ لباس بھی بہت شاندار پہنتے ہیں پیوند والا، ٹاٹ اور موٹے کپڑے کا نہیں پہنتے بڑے ٹھاٹھاٹ سے رہتے ہیں۔

جواب نمبر ۱۔ اب تینوں کا جواب سنئے۔ نمبر ایک پہلے زمانہ کے صوفیاء کے جسم میں خون اتنا زیادہ ہوتا تھا کہ ہر سال انہیں خون نکلوانا پڑتا تھا۔ اگر فصد نہ کھلوں تو خون کی زیادتی سے سر میں درد رہنے لگتا تھا اور اب کے زمانہ کے صوفیاء کو خون چڑھوانا پڑتا ہے۔ خون نکلوانے والے زمانہ کے احکام خون چڑھوانے والے زمانہ پر کیسے لاگو ہو جائیں گے۔ زمانے کے بدلنے سے احکام بدل جاتے ہیں۔ لہذا جب کمزوری کا زمانہ آگیا تو بزرگان دین نے ذکر کی تعداد کو کم کر دیا۔ اب اگر کوئی اتنا ذکر کرے جتنا کہ پہلے بزرگان دین کیا کرتے تھے تو پاگل ہو جائے گا۔ میرے شیخ شاہ عبدالغنی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ ایک پہلوان ستر ہزار بار اللہ اللہ کرنے سے جس مقام قرب پر پہنچے گا ایک کمزور پانچ سو بار میں اسی مقام پر پہنچے گا۔ قرب میں ذرہ برابر کمی نہ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ظالم تھوڑی ہیں کہ کمزوروں سے بھی اتنی ہی محنت چاہیں جتنی طاقت ور سے اور ولایت ذکر پر نہیں گناہوں سے بچنے پر موقوف ہے۔ لہذا آج بھی جو سچے اللہ والے ہیں وہ ہر گناہ سے بچتے ہیں اور جو پہلے اولیاء گذرے ہیں وہ بھی تقویٰ ہی دلی ہوئے تھے محض ذکر سے نہیں ذکر تو تقویٰ کا معین ہے۔

جواب نمبر ۲۔ اور دوسرے اعتراض کا جواب یہ ہے کہ جب زمانہ کمزوری کا آگیا تو اب طاقت کی غذا کھانا صوفیاء کے لیے ضروری ہے کیوں کہ جب طاقت ہی نہ ہوگی تو کیا عبادت کریں گے اور کیا دین کا کام کریں گے۔

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ تھے۔ ایک مسلمان افسر زیارت کے لیے آیا تو حضرت پستہ اور بادام کھا رہے تھے چون کہ بہت ذکر و شغل اور دماغی محنت کرتے تھے اس افسر نے واپس آکر کہا کہ توبہ توبہ میں نے تو سمجھا تھا کہ کوئی ولی اللہ ہوں گے معنی حضرت حکیم

الامت کے خلیفہ شاہ وحی اللہ صاحب کو کچہ رہا ہے کہ میں نے تو مجھاتھا کہ کوئی بزرگ آدمی ہوں گے لیکن یہ کیا بزرگ ہیں؛ پتے اور بادام اڑا رہے ہیں۔ ارے بزرگ تو وہ ہے جو سوکھی روٹی پانی میں ڈبو کر کھائے۔ یہ حال ہے جمالت و بد عقلی کا۔ ایسے جاہلوں سے خدا بچائے۔ اس جاہل کو کیا پتہ کہ ان کا بادام کھانا ہماری سوکھی روٹی سے افضل ہے کیونکہ ان کا بادام اللہ کی راہ پر فرج ہوگا۔ اس سے جو طاقت آئے گی اس سے وہ تصنیف کریں گے، تقریر کریں گے، تبلیغ کریں گے، اللہ والوں کا کھانا بھی نور ہے، عبادت ہے، ان کا پہننا بھی عبادت ہے۔

جواب نمبر ۳۱ ایک مرتبہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے سنت سمجھ کر پیوند لگا ہوا کرتے پہن لیا اور سفر پر جا رہے تھے۔ پیرانی صاحبہ نے عرض کیا کہ ایک بات کہوں، فرمایا ہاں کیا بات ہے۔ کہا کہ آپ کپڑے بدل لیجئے دوسرے اچھے کپڑے پہن لیجئے کیوں کہ آپ جب اس لباس میں جائیں گے تو مر بیگیں گے کہ آج کل حضرت ضرورت مند ہیں۔ حضرت نے فرمایا جزاک اللہ واقعی اگر میں اس لباس میں جاتا تو میرے مریدوں کو غم ہوتا اور وہ میرے لیے کپڑے بنوانے کی فکر کرتے لہذا یہ لباس خود سوال بن جاتا چنانچہ حضرت نے دوسرا اچھا لباس پہن لیا۔

یہی جواب ہے اس اعتراض کا کہ اب علماء و صوفیاء کیوں اچھا لباس پہنتے ہیں۔ شاہ عبد الغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں علماء کو لوگ حقیر سمجھ رہے ہیں اس لیے ایسا لباس نہ پہنو جس سے احتیاج ظاہر ہو۔ خصوصاً جب کہیں جاؤ لباس اچھا پہن کر جاؤ ورنہ لوگ سمجھتے ہیں کہ آگے قربانی کی کھال لینے یا چندہ مانگنے۔ اس لیے مفتی رشید احمد صاحب نے فرمایا کہ ہن چیزوں کا اجتماع جائز نہیں ہے ایک بیگ جس میں رسید بگ ہوتی ہے۔ دوسرے داڑھی اور تیسرے رمضان کیوں کہ

مالدار جب دیکھتا ہے کہ اس کے ہاتھ میں رسید بک والا بیگ بھی ہے اور وارھی بھی ہے اور مہینہ بھی رمضان کا ہے تو اس کے دل پر تھوڑا سا لرزہ ریکارڈ ہوتا ہے اور گھر میں چھپ کر جا بیٹھتا ہے اور نوکر سے کہہ دیتا ہے کہ کچھ دینا سیٹھ صاحب اس وقت نہیں ہیں۔ اس لیے جہاں تک ہو سکے علماء کو اچھا لباس پہننا چاہیے جتنی اللہ نے حیثیت دی ہے تاکہ مالداروں کو یہ نہ محسوس ہو کہ یہ لوگ پھٹیچر ہیں اگرچہ پیچر ہیں اور آتے بروز سنیچر ہیں۔ خیر یہ تو قافیہ بازی ہے جس سے اللہ کلام کو لذیذ کر دیتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا کہ آج کل اللہ والے ذرا عمدہ لباس کیوں پہنتے ہیں خصوصاً کہیں سفر کرتے ہیں تو اچھا لباس پہن لیتے ہیں ان کی نیت کو تو دیکھو۔

جس نے بدگمانی کی وہ محروم رہا۔ شیطان کا یہ بہت بڑا حربہ
شیطان کا حربہ ہے۔ وہ سوچتا ہے کہ اگر کہیں یہ کسی اللہ والے کا معتقد

ہو گیا تو یہ بھی اللہ والا صاحب نسبت ہو جائے گا لہذا بزرگوں کو حقیر دکھاتا ہے کہ وہ پہلے جیسے بزرگ اب کہاں؟ آج کل کے تو یوں ہی ہیں بس نام کے۔ لیکن جسم جب فرا بیمار ہوتا ہے تو کیا آپ حکیم اہل خانہ کا انتظار کرتے ہیں کہ وہ ہلی کے قبرستان سے اٹھ کر آئیں معمولی حکیموں سے علاج کرنا میری تو یہیں ہے یا جو قریبی حکیم ہوتا ہے اسی کو دکھاتے ہیں کہ جلدی سے جان بچاؤ۔ کیوں کہ جان پیاری ہے اس لیے جو حکیم ملتا ہے اسی سے رجوع کرتے ہیں۔ اسی طرح جس کو ایمان پیارا ہو جاتا ہے وہ کسی اللہ والے کو شکا کر لیتا ہے۔

شیخ اول کے انتقال کے بعد دوسرے شیخ سے تعلق ضروری ہے | ایسے ہی شیخ کے

انتقال کے بعد باجماع صوفیاء و اولیاء دوسرا شیخ تلاش کرنا بھی واجب ہے حکیم الامت

نے مشنوی مولانا روم کی شرح میں فرمایا کہ ایک آدمی کنویں میں گرے ہوئے ڈولوں کو اپنے ڈول سے نکال رہا ہے۔ کھینچنے والا اپنے ڈول میں رسی باندھ کر کنویں میں ڈالتا ہے اور گرے ہوئے ڈولوں کو اپنے ڈول میں پھنسا کر باہر کھینچ لیتا ہے کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ اب اس کا ڈول کنویں میں گرے ہوئے ڈولوں کو نہیں نکال سکتا چاہے گرے ہوئے ڈول اس سے کتنا چھٹے رہیں ان کو نکالنے کے لیے دوسرا زندہ آدمی آئے اور وہ اپنا ڈول ڈالے تب نکل سکیں گے شیخ کے انتقال کے بعد لاکھوں کی قبر پر مراقبہ کرتے رہو اصلاح نہیں ہو سکتی۔ لہذا مولانا رومی نے فرمایا کہ زندہ شیخ تلاش کرو کیوں کہ انتقال کے بعد اس کا روحانی تعلق ختم ہو گیا۔ اب خواہشات نفسانیہ کے کنویں میں گرے ہوئے لوگوں کو وہ نہیں نکال سکتا۔ اس لیے زندہ شیخ کی ضرورت ہے جو اصلاح نفس اور خواہشات کی قید سے آزادی کی تدابیر بتائے گا اور دعا بھی کرے گا۔ یہی اس کا ڈول ہے جس کی برکت سے نفس کی غلامی سے آزادی ملتی ہے، اصلاح ہوتی ہے۔

دنیا کے مشغولوں میں بھی یہ باخدا رہے | اللہ والوں کے دو مرتبے ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ مرتبہ جسم سے وہ

ہمارے پاس ہوتے ہیں ہمارے درمیان ہوتے ہیں اور مرتبہ رُوح میں خدا کے پاس ہوتے ہیں۔ اس حقیقت کو میرا ایک شعر واضح کرتا ہے۔

دنیا کے مشغولوں میں بھی یہ باخدا رہے

یہ سب کے ساتھ رہ کے بھی سب سے جدا ہے

یہ نہ سمجھئے کہ اللہ والے اگر دنیا کے کاموں میں مشغول ہیں تو ان کا دل بھی دنیا میں

پھنسا ہوا اور خدا سے غافل ہے۔

حضرت حاجی صاحب کا ارشاد

حاجی صاحب نے حضرت تھانویؒ سے فرمایا تھا کہ میاں اشرف علیؒ جب

میں تم لوگوں سے باتیں کرتا ہوں تو یہ نہ سچا کرو کہ میں تم لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا ہوں۔ میری روح اس وقت بھی اللہ کے پاس ہوتی ہے۔

مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا

لب ہیں خنداں جگر میں ترا درد و غم
تیرے عاشق کو لوگوں نے سمجھا ہے کم

اللہ والے ہنسنے میں بھی باخدا رہتے ہیں

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ
مفتی اعظم پاکستان نے مجھے

فرمایا کہ ایک بار حضرت حکیم الامت کے بہت سے خلفاءِ عملا موجود تھے۔ خواجہ صاحب نے ہم لوگوں کو خوب ہنسایا۔ پھر پوچھا کہ اچھا بتاؤ کہ اس ہنسنے کی حالت میں کون کون باخدا تھا اور کون اللہ سے غافل ہو گیا تھا مفتی صاحب نے فرمایا کہ ہم لوگ مارے ڈر کے خاموش تھے۔ پھر خواجہ صاحب نے فرمایا کہ الحمد للہ اس ہنسنے کی حالت میں بھی میرا دل اللہ تعالیٰ سے غافل نہیں تھا۔ جیسے چھوٹے بچے ابا کے سامنے ہنس رہے ہوں تو باخوش ہوتے ہیں اسی طرح اللہ والے جب ہنستے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آسمان پر خوش ہو رہے ہیں کہ میرے بندے کیسا آپس میں ہنس رہے ہیں وہ ہنسنے میں بھی باخدا ہیں۔ پھر حضرت خواجہ صاحب نے یہ شعر پڑھا اور اس کیفیت کو تعبیر کیا۔

ہنسی بھی ہے میرے لب پہ ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے

مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

میں عرض کرتا ہوں کہ خوب ہنس لیکن گناہ نہ کرو۔ جب کوئی حسین لڑکی سامنے

آئے تو نظر بچا لو اور فوراً میرا یہ مصرع پڑھو۔

ع سڑنے والی لاشوں سے دل کا لگانا کب

ایسی دنیا سے کیا دل لگانا

قبرستان میں یہ سڑیں گی یا نہیں اگر ان سڑنے والی لاشوں کے ڈسٹ پر اور رنگ و روغن پر ہم میں گئے تو اللہ سے محروم رہیں گے۔ سوچ لیجئے فائدہ کس میں ہے۔ ان عاجزوں اور مردوں پر گدھ کی طرح کب تک پڑے رہو گئے کب تک ان مردہ لاشوں کو کھاتے رہو گئے کب باز شاہی بنو گئے۔ ایسا نہ ہو کہ اچانک موت آجائے۔ پھر کھٹ افسوس ملو گے اور پھر دوبارہ زندگی نہیں ملے گی۔ ولی اللہ بننے کے لیے اللہ دوبارہ حیات نہیں دے گا اب میرے تین جملے سن لیجئے: جس دنیا سے ہمیشہ کے لیے جانا، اور پھر لوٹ کر بھی نہ آتا، ایسی دنیا سے دل کا کیا لگانا۔

یہ تین جملے ہدایت کے لیے کافی ہیں۔ اگر ولی اللہ بنا ہے تو اسی حیات میں بنا ہے۔ مرنے کے بعد کوئی دوبارہ نہیں آنے پائے گا۔ پھر قیامت تک حسرت و فہوس ہے اور میدان قیامت میں اگر خدا نخواستہ فیصلہ سزا کا ہو گیا تو پھر کہاں ٹھکانہ ہے۔ اس کو سوچتے چاہیے۔

اب میں ان آیتوں کی تفسیر کرتا ہوں۔ یہ مال و مال علیہ تھا۔ غلبہ ہونے سے پہلے کھیت کی جاتی کی جاتی ہے، زمین ہموار کی جاتی ہے تب بیج ڈالتے ہیں۔ تفسیر منظری سے تفسیر پیش کروں گا۔ اہل سے پہلے صاحب تفسیر منظری قاضی شہناز اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں دو باتیں پیش کر دوں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی فرماتے تھے کہ قاضی شہناز اللہ پانی پتی اُس دور کے امام بہت ہی ہیں۔ بس یہ تعریف کافی ہے اور ان کے پیر حضرت منظر جان جاناں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ

سے پوچھے گا کہ اے مظهر جانِ جاناں میرے لیے کیا لایا تو میں قاضی شامِ اللہ پانی پتی کو پیش کر دوں گا کہ یا اللہ یہ میرا خلیفہ ہے، میں نے اس پر محنت کی ہے یہ اللہ والا صاحب نسبت ہو چکا ہے، یہ تیرے لیے لایا ہوں۔ اللہ والوں کی کیا شان ہوتی ہے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کوئی مجھ سے مرید ہوتا ہے اور اللہ اللہ کرتا ہے یہاں تک کہ صاحب نسبت ہو جاتا ہے تو بجائے اس کے کہ وہ مرید مجھ پر فدا ہو میرا جی چاہتا ہے کہ میں ہی اس پر فدا ہو جاؤں آہ! کیا شفقت ہوتی ہے اللہ والوں میں! فرماتے ہیں کہ میرا دل چاہتا ہے کہ میں خود اس پر فدا ہو جاؤں کہ وہ میری فیکٹری ہے میرا کارخانہ ہے میری نجات کا ذریعہ ہے، میرے لیے صدقہ جاریہ ہے۔

قرآن پاک سے مسائل تصوف کا استنباط | اب نئے مسائل تصوف
بزبان تفسیر مظہری یہ تفسیر

حضرت مظهر جانِ جاناں کی نہیں ہے، قاضی شامِ اللہ صاحب کی لکھی ہوئی ہے لیکن اپنے شیخ کے نام سے منسوب کر دی۔

ذکر اسم ذات کا ثبوت | حق تعالیٰ فرماتے ہیں وَ اذْکُرْ اَسْمَ رَبِّکَ
اپنے رب کا اسم مبارک اور رب کا اسم مبارک کیا ہے اللہ فرماتے ہیں

اسم ذات کا ثبوت اسی آیت سے ہے۔ صوفیاء کا ذکر اللہ اللہ جو ہے اسی آیت سے ثابت ہے۔ حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بواور النوادر میں لکھا ہے کہ صحابہ کے زمانہ میں ذکر کا ثبوت موجود ہے جب قرآن پاک یاد کرتے تھے تو ایک ایک لفظ کا رسوخ و تکرار کرتے تھے تکرار لفظ سے ذکر راسخ ہو جاتا تھا۔ وہ زمانہ تو عہد نبوت کا تھا۔ نبوت کی ایک نظر سے وہ صاحب نسبت ہوتے تھے اور نسبت بھی ایسی کہ قیامت تک آنے والا بڑے سے بڑا ولی ایک ادنیٰ صحابی

کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اب زمانہ عہد نبوت سے بعد کا آگیا لہذا صوفیائے نے یہ طریقہ نکالا کہ جیسے صحابہ ایک ایک لفظ کی تکرار کر کے قرآن یاد کرتے تھے جِئلاً إِذَا السَّمَاءُ انْفُثَّتْ إِذَا السَّمَاءُ انْفُثَّتْ اسی طرح ہم بار بار اللہ اللہ کہتے ہیں تاکہ اللہ دل میں یاد ہو جائے یاد تو ہے لیکن دماغ میں ہے دل میں جب اُترے گا جب بار بار ہم اللہ کہیں گے۔ ایک بزرگ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بندوں سے یہ شکایت کرتے ہیں کہ۔

۵۔ مراداری وئے بر لب نہ در دل

۶۔ لب ایماں بہ دل ایماں نہ داری

مجھ کو تم اے مسلمانو! رکھتے تو ہو مگر ہونٹوں پر دل میں نہیں رکھتے ہو۔

یہاں پر ایک بات بتاؤں کہ کسی مالدار کو دیکھ کر جو مولوی لپچا جاتا ہے وہ صاحب نسبت نہیں ہے صاحب نسبت

اشار نسبت مع اللہ

کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ سارے عالم سے مستغنی ہو جاتا ہے، سلاطین کے تخت و تاج سے مالداروں کے مال و دولت سے، ساری کائنات سے، زمین و آسمان سے، سورج اور چاند سے بے نیاز ہو جاتا ہے کیوں کہ خالق آفتاب جس کے دل میں آتا ہے بے شمار آفتاب کے ساتھ آتا ہے، خالق ماہتاب جس کے دل میں آتا ہے بے شمار ماہتاب اس کے دل میں ہوتے ہیں۔ یہ سمند اور پہاڑ کیا چیز ہیں اس کے مقابلہ میں۔ ایک اللہ والا جا رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ میاں شاہ صاحب! آپ کے پاس کتنا سونا ہے۔ شاہوں کے پاس تو سونا ہونا چاہیے اور آپ شاہ کہلاتے ہیں تو اس بزرگ نے ہنس کر فرمایا۔

۷۔ بخت نہ زر نمی دارم فقیرم

میرے گھر میں سونا نہیں ہے میں فقیر ہوں۔

۸۔ ولے دارم خدائے زر آسیرم

لیکن ہنس زرقا خالق رکھتا ہوں، جو سونا پیدا کرتا ہے وہ میرے دل میں ہے بتلو
میرے برابر کون امیر ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے سلاطین مغلیہ کو خطاب کر کے فرمایا تھا کہ ولی اللہ
اپنے سینہ میں ایک دل رکھتا ہے، اس دل میں اللہ تعالیٰ کی نسبت کے موتی ہیں، تعلق
مع اللہ کی دولت ہے۔

۵ دے دارم جواہر پارۂ عشق است تحویش

کہ دارد زیر گردوں میر سامانے کہ من دارم

آسمان کے نیچے کوئی مجھ سے بڑا رئیس ہو تو آجاتے۔ سلاطین مغلیہ کو خطاب ہو
رہا ہے۔ ان کو اللہ والے کہتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کوئی سیٹھ آگیا تو مولوی صاحب اس کے
پیچھے پھر رہے ہیں اور اس دن اشراق میں سبحان ربی الاعلیٰ سات مرتبہ
کہ رہے ہیں جب کہ روزانہ تین مرتبہ پڑھتے تھے یعنی چند گھنٹے کے لیے آج سجدہ میں
سبحان ربی الاعلیٰ سات مرتبہ پڑھا جا رہا ہے تاکہ وہ سچ بکھے کہ یہ بہت پہنچا ہوا شخص
ہے، اس کو چندہ ذرا زیادہ دینا چاہیے۔ اس کو فریب سے اللہ خوب واقف ہے، کوئی
بھی صاحب نسبت کبھی کسی مخلوق سے مرعوب نہیں ہو سکتا، نہ کسی کی دولت سے مرعوب
ہو سکتا ہے لیکن اکرام کرے گا تاکہ شاید یہ اللہ والا ہو جائے مالداروں کو حقیر نہیں سمجھے گا
ان پر بھی اس نیت سے محنت کرے گا کہ شاید وہ بھی اللہ والے بن جائیں۔

ذکر کے حکم ہیں صفت ربوبیت کے بیان کی حکمت | حضرت حکیم
الائمۃ

تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ فِي مَنَازِلِ رَبِّكَ
جب کہ وَاذْكُرْ اسْمَ اللّٰهِ بھی ہو سکتا تھا۔ بات یہ ہے کہ پالنے والے کی محبت

ہوتی ہے پالنے والے کو آدمی محبت سے یاد کرتا ہے۔ بتائیے ماں باپ کی یاد میں مزہ آتا ہے یا نہیں۔ تو یہاں رب اس لیے نازل فرمایا کہ میرا نام محبت سے لینا۔ خشک مٹاؤں کی طرح میرا ذکر مت کرنا، عاشقانہ ذکر کرنا کہ میں تمہارا پالنے والا ہوں جس طرح اپنے ماں باپ کا محبت سے نام لیتے ہو، ماں باپ کا نام لے کر تمہاری آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں، کیا تمہارا اصلی پالنے والا میں نہیں ہوں؟ ماں باپ تو متولی تھے، تمہارا اصلی پالنے والا تو میں ہوں، رب العالمین ہوں۔ اس تربیت کی نسبت سے میرا نام محبت سے لینا۔

تَبَلُّوْا وَكَيْفُوْنِي كَاثَبُوْا آگے فرماتے ہیں۔ وَتَبَلُّوْا اِلَيْهِ تَتَّبِعِيْلًا اور غیر اللہ سے کٹ کر اللہ سے جڑ جاؤ یعنی اللہ کی طرف متوجہ ہو۔ غیر اللہ سے کٹنے اور کفارہ کش ہونے کا کیا مطلب ہے۔ کیا مخلوق کو چھوڑ کر جنگل میں نکل جاؤ؟ ہرگز نہیں۔ مطلب یہ ہے کہ قلب کے اعتبار سے مخلوق سے کٹ جاؤ جسم بستی میں رہے، مخلوق خدا کے ساتھ ہو لیکن دل اللہ کے ساتھ ہو رہبانیت حرام ہے ایک تہل شرعی ہے، ایک غیر شرعی ہے۔ تہل غیر شرعی جو گیوں اور سادھوؤں کا ہندوستان کے پندتوں اور ہندوؤں کا ہے کہ بیوی بچوں کو چھوڑ کر جنگل میں نکل گئے، بدن پر رکھل لی اور درخت کے نیچے آنکھ بند کر کے بیٹھ گئے اور تہل شرعی مسلمانوں کا ہے، اولیاء اللہ کا ہے، وہ کیا ہے کہ تعلقات دنیویہ پر علاقہ خداوندی غالب ہو جائے، دنیاوی تعلقات پر اللہ تعالیٰ کا تعلق اللہ کی محبت غالب ہو جائے، اس حقیقت کو جگر مراد آبادی نے لہوں تعبیر کیا ہے۔

میرا کمال عشق بس اتن ہے اے جگر۔
وہ مجھ پہ چھا گئے یس زمانے پہ چھا گیا

حصولِ تبتل کا طریقہ

ان آیات کی تقدیم و تاخیر سے حکیم الامت مجدد الملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ تصوف کا ایک سہل بیان

فرماتے ہیں کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ بیٹی کی شادی ہو جائے، مکان بنا لوں، تھوڑا سا کاروبار جمالوں، ذرا دنیوی فکروں سے چھوٹ جاؤں پھر میں اللہ والوں کے پاس جاؤں گا اللہ کی یاد میں لگ جاؤں گا اور بالکل صوفی بن جاؤں گا، حضرت فرماتے ہیں کہ آیت کی ترتیب بتا رہی ہے کہ جس فکر میں ہو، جس حالت میں ہو فوراً اللہ تعالیٰ کا ذکر شروع کر دو۔ ذکر اللہ ہی کی برکت سے تم فکروں سے چھوٹو گے کیوں کہ جب سورج نکلے گا جب ہی رات بھاگے گی۔ غیر اللہ اور افکار دنیویہ جب ہی مغلوب ہوں گے جب اللہ تعالیٰ کو یاد کرو گے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ پہلے قلب کو یک سو کرو، پھر میرا نام لو بلکہ یہ فرمایا کہ پہلے میرا نام لو، میرے نام ہی کی برکت سے تم کو افکار و غم اور پریشانیوں سے نجات ملے گی اور یک سوئی حاصل ہوگی۔ اگر قبل ذکر پر موقوف نہ ہوتا تو آیت کی تقدیم دوسرے اسلوب پر نازل ہوتی اور تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَنْبِتِلْ لِمَعْمُومًا وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ پر جس کے معنی یہ ہوتے کہ پہلے غیر اللہ سے یک سو ہو جاؤ پھر ہمارا نام لو لیکن وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ کی تقدیم بتا رہی ہے کہ قبل اور یک سوئی ہمارے ذکر ہی پر موقوف ہے پہلے تم ہمارا نام لینا شروع کر دو، ہمارے ذکر کی برکت سے تمہیں خود بخود یک سوئی حاصل ہوتی جاتے گی اور غیر اللہ دل سے نکلتا چلا جائے گا۔

مشنوی ہیں تبتل کی عاشقانہ تمثیل | اس آیت کی تفسیر مولانا رومی نے عجیب انداز سے فرمائی ہے۔ یہ عاشقوں کی تفسیر

ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک دریا کے کنارے ایک شخص واجب غسل کھڑا تھا جس کے بدن پر نجاست لگی ہوئی تھی۔ دریا نے کہا کہ کیا بات ہے، تو بہت دیر سے باہر کھڑا ہے کہا

کہ مارے شرم کے تیرے اندر نہیں آ رہا ہوں کہ میں ناپاک ہوں اور تو پاک ہے دریا نے کہا کہ تو قیامت تک ناپاک ہی کھڑا رہے گا۔ جس حالت میں ہے میرے اندر کود پڑ۔ تیرے جیسے لاکھوں یہاں پاک ہوتے رہتے ہیں اور میرا پانی پاک رہتا ہے لہذا اللہ کی یاد میں دیر مت کرو، کیسی ہی گندی حالت میں ہو اللہ کا نام لینا شروع کر دو ذکر کی برکت سے غیر اللہ کی نجاست چھوٹے گی۔

ذکر مشورہ سے کیجئے | لیکن کسی اللہ والے سے مشورہ کر کے ذکر کرو۔ جب حضرت حکیم الامت نے یہ بات فرمائی تو خواجہ صاحب نے ایک

اشکال پیش کیا کہ حضرت یہ اللہ والوں کی قید آپ کیوں لگاتے ہیں۔ آدمی خود ہی ذکر کرتے کیا ذکر سے ہم اللہ تک نہیں پہنچ سکتے۔ اب حضرت حکیم الامت کا جواب سنتے۔ فرمایا کہ بے شک اللہ کے ذکر ہی سے ہم اللہ تک پہنچیں گے۔ جس طرح کاٹی تو تلوار ہی ہے مگر جب کسی سپاہی کے ہاتھ میں ہوتی ہے۔ کاٹنے لگی تو تلوار ہی، کاٹ تو تلوار ہی سے ہو گا لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کے ہاتھ میں ہو۔ اسی طرح کام تو ذکر ہی سے بنے گا لیکن جب کسی اللہ والے کی راہنمائی اور مشورہ سے ہو۔ یہ مشورہ لینا انتہائی ضروری ہے ورنہ کتنے لوگ زیادہ ذکر کر کے نفسیاتی بیماری میں مبتلا ہو گئے، نیند کم ہو گئی، غصہ اور جھنجھلاہٹ پیدا ہو گئی یہاں تک کہ بالکل پاگل ہو گئے۔ لوگوں نے سمجھا کہ مجذوب ہیں لیکن تمھے پاگل ایسے پاگل دنیا میں جتنے ہوئے ہیں جو بظاہر دیندار اور نیک صورت تمھے یہ سب وہی لوگ ہیں جن کا کوئی مرئی اور مشیر نہیں تھا۔ اللہ والوں کے مشوروں اور راہنمائی کے بغیر انہوں نے اپنی طاقت سے زیادہ ذکر کر لیا جس سے خشکی پیدا ہو گئی اور دماغ خراب ہو گیا اور جو لوگ کسی اللہ والے کو اپنا مصلح بناتے ہیں اور اس کی نگرانی اور مشورہ کے تحت ذکر کرتے ہیں تو وہ اللہ والا دیکھتا رہتا ہے کہ اس وقت ذکر کرنے والے کی کیا حالت ہے اس

حالت کے مطابق وہ ذکر کی تعداد کو کم و بیش کرتا رہتا ہے جیسے ڈرائیور دیکھتا رہتا ہے کہ اب بکن میں پانی نہیں ہے تو جلدی سے گاڑی روکے گا، پانی ڈالے گا جب بکن ٹھنڈا ہو جائے گا پھر چلائے گا۔ ایک شخص نے حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو لکھا کہ حضرت مجھے حالتِ ذکر میں روشنی نظر آ رہی ہے۔ بتائیے وہ کس جواب کا انتظار کر رہے ہوں گے؟ یہی ناکہ اب خلافت آنے والی ہے، جلوہ نظر آ گیا اب خلافت کا جلوہ ملنا چاہیے لیکن حضرت نے لکھا کہ یہ علامتِ یسوست اور خشکی کی ہے، آپ ذکر کو ملتوی کر دیں، تنہائی میں نہ رہیں، دوستوں میں منہیں بولیں، صبح کو ہوا خوری کریں، باغ میں جا کر گھاس پر ننگے پیر چلیں تاکہ شبنم کی تری سے دماغ کی خشکی ختم ہو اور ہنس کر فرمایا کہ اگر کوئی اناڑی پیر ہوتا تو ان کو خلافت لکھ دیتا۔

ایک شخص تھا نہ بھون آیا۔ حضرت نے اس کو کچھ ذکر بتا دیا۔ جب اللہ اللہ کرنے لگا تو سمجھا کہ میں توشیح المشایخ ہو گیا۔ اب ہر ایک کو ڈانٹ رہا ہے کہ اے میاں! تم نے ٹوٹا یہاں کیوں رکھ دیا اور تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ حضرت نے سُن لیا۔ فرمایا کہ یہاں آؤ۔ کیا ان کے علاج کے لیے اشرف علی کافی نہیں ہے۔ یہ آپ کب سے ڈاکٹر بن گئے۔ آپ کے اندر تکبر آ گیا ہے۔ تم ذکر کے قابل نہیں ہو۔ جلوہ تب کھلایا جاتا ہے جب معدہ صحیح ہوتا ہے۔ اب تم ذکر کو ملتوی کرو۔ ترک کرو نہیں کہوں گا کیوں کہ اللہ کے نام کے ساتھ لفظ ترک لگانا بے ادبی ہے لہذا ملتوی کر رہا ہوں کہ فی الحال ذکر ملتوی کر دو اور وضو خانہ میں طبعاً صاف کرو، نمازیوں کے جوتے سیدھے کرو، خانقاہ میں جھاڑو لگاؤ تاکہ تمہارے دماغ کا خناس نکلے، جب تک بڑائی نہیں نکلے گی، کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

ایک عالم صاحب کے اخلاص کی حکایت

ایک عالم نے اپنے شیخ سے کہا کہ حضرت آج کل ذکر میں

مزمہ نہیں آ رہا۔ شیخ نے ان کی بول چال سے سمجھ لیا کہ ان کے اندر تکبر آ گیا ہے۔ اللہ والوں کو چال ڈھال سے بیماری کا پتہ چل جاتا ہے۔ فرمایا کہ مولانا! آج کل آپ کے اندر ایک شے یہ بیماری پیدا ہو گئی ہے لہذا اس کا علاج کرنا ہے۔ عرض کیا حضرت جو علاج بتائیں میں حاضر ہوں۔ تم نے مخلص مگر شیطان نے دل میں بڑائی ڈال دی تھی۔ بڑائی آنے کے بعد اللہ کی رحمت سے دور ہو گئے اور ذکر کا مزہ ختم۔ شیخ نے کہا کہ ایسا کرو، پانچ کلو اخروٹ لے آؤ اور ٹوکرا سر پر رکھ کر ایسے محلہ میں جاؤ جہاں بچے زیادہ ہوں اور وہاں جا کر اعلان کرو کہ جو بچہ میرے سر پر ایک دھپ لگائے گا، میں اس کو پانچ اخروٹ دوں گا۔ بس جیسے ہی مولانا پڑوسی کے ساتھ بیٹھے تو پہلے ہی تھپڑ سے پڑوسی وہاں گئی۔ اب دسے دھڑا دھڑا دھپ پڑ رہے ہیں۔ بچوں کو تو مزہ آ گیا کہ پانچ اخروٹ بھی لو اور دھپ لگانے کا مزہ لگے۔ لہذا کود کود کر لگا رہے ہیں اور مولانا حکم شیخ پر سر جھکائے بیٹھے ہیں۔ آہ! اتنا مخلص تھا شیخ، آسمان پر فرشتوں میں بھی زلزلہ آ گیا ہو گا کہ اتنا بڑا عالم اور آج یوں اس کی پڑوسی اچھل رہی ہے۔ اللہ کو پانے کے لیے اپنی ذلت گوارا کر رہا ہے۔ تھوڑی دیر میں ٹوکرا غالی ہو گیا اخروٹ سے اور کھوڑا غالی ہو گیا بکھر سے۔ اس کے بعد جب آ کر انہوں نے اللہ کہا ہے تو زمین سے آسمان تک روشنی پھیل گئی، زمین سے آسمان تک شہد سے بھر گیا رگ رگ میں اللہ کے نام کی منھاس دوڑ گئی اور جا کر اپنے شیخ سے عرض کیا کہ جزاک اللہ کہ چشم باز کر دی۔ آپ کا احسان و کرم ہے کہ اتنا کروا کر بلا نایم چڑھا تو آپ نے پلایا لیکن اللہ مل گیا۔

جمادے چند دادم جاں خریدم

بمحدثه عجب ارزاں خریدم

اگر غنا ہوں کے لنگر پتھر چھوڑنے سے ہمیں اللہ ملتا ہے تو میرے پایسے دو تو!

ستا سودا ہے۔ گناہ تو لنگر پتھر ہیں اگر ان کے چھوڑنے سے خدا ملتا ہے تو خوشی خوشی چھوڑ دینا چاہیے۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ گناہوں کے چند لنگر پتھر چھوڑے اور ہمیں خدا مل گیا۔ الحمد للہ بہت سستا پایا خدا کو۔ شاہ عبدالغنی صاحب نے فرمایا کہ ایک بزرگ نے پوچھا کہ اے اللہ آپ کی کیا قیمت ہے جو میں ادا کروں جس سے آپ مل جاتے ہیں آسمان سے آواز آتی کہ دونوں جہان قربان کر دے تو کیا کہتے ہیں۔

ہے قیمت خود ہر دو عالم گفتہ ہی
اے اللہ! آپ نے اپنی قیمت دونوں جہاں فرمائی ہے۔

نرخ بالا کن کہ ارزانی ہنوز

آپ اپنا بھاء اور بڑھائیے۔ ابھی تو آپ سے معلوم ہوتے ہیں آج ہم سے ذرا سی تکلیف نہیں اٹھائی جاتی کہ نظر بچانے سے بہت تکلیف ہوتی ہے کیسے نظر بچائیں جب تکلیف نہیں اٹھاؤ گے تو اللہ کیسے ملے گا۔ ارے یہ نعم تو بڑی نعمت ہے قیمت کے دن کہ تو سکو گے کہ اللہ! آپ کے راستے میں بڑا غم اٹھا کر آئے ہیں۔

مشاہدہ بقدر مجاہدہ

میں چند دن پہلے ایک مثال دی تھی اب پھر سنائے دیتا ہوں کہ ایک دوست آپ کے پاس آتا ہے اور

آپ کے کچھ ٹخن بھی ہیں جو آپ کے پاس آنے والوں کو چاقو مارتے ہیں۔ تو ایک دوست نے ایک چاقو بھی نہیں کھایا۔ دوسرے نے دس چاقو کھائے اور تیسرے نے پچاس کھائے۔ تینوں آپ کے پاس پہنچیں گے تو بتائیے آپ عشق میں کس کو زیادہ نمبر دیں گے؟ جو پچاس چاقو کھا کر آیا ہے۔ جس کو ایک چاقو بھی نہیں لگا وہ تو جگمگ ہیں رہتا ہے جہاں عورتیں نظر نہیں آتیں۔ نظر بچانے کا کوئی مجاہدہ نہیں لہذا نرم ہی نہیں کھاتا اور جس دس چاقو لگے وہ کسی ایسی بستی صاحبین میں رہتا ہے جہاں اکثر عورتیں بڑھ

میں رہتی ہیں اور تیسرا رسی یونین میں رہتا ہے جہاں عورتیں عریاں پھر رہی ہیں! اس کو قدم قدم پر مجاہدہ ہے، ہر نظر بچانے پر ایک نہم دل پر لگ جاتا ہے، اس کو اللہ تک پہنچنے میں پچکس چاقو لگے ہیں۔ تو کیا اللہ تعالیٰ ارحم الراحمین یہاں کے مسلمانوں کو ایسے ہی زخم خوردہ چھوڑ دیں گے اور اپنے قرب کی مٹھاس نہ چکھائیں گے، میں کہتا ہوں کہ یہاں صرف نظر کی حفاظت کر لے ایمان کی وہ مٹھاس عطا فرمائیں گے جو اور جگہ ناممکن ہے کیونکہ یہاں مجاہدہ زیادہ ہے تو مشاہدہ بھی اسی کے بقدر ہو گا۔ اگر یہاں ذرا ہمت سے کام لے تو آدمی زبردست ولی اللہ بن سکتا ہے یہاں کوئی اگر تہجد، اشراق، چاشت کچھ نہ پڑھے، صرف فرض واجب سنت موکدہ ادا کرے اور نظر کی حفاظت کرے تو اولیاء صغیرین میں شامل ہو سکتا ہے، ایمان کی ایسی ملاوت عطا ہوگی کہ بڑے بڑے تہجد گزار اس کو نہیں پا سکتے۔

ہاں تو قبل کی تفسیر عرض کر رہا تھا کہ غیر اللہ سے ایک سوتی جب ملے گی۔ جب اللہ ملے گا، ستارے جب معدوم ہوں گے جب سورج نکلے گا، رات جب بھاگے گی جب آفتاب طلوع ہوگا۔ پہلے اللہ کو دل میں لاؤ، اللہ کا نام لینا شروع کر دو غیر اللہ خود ہی دل سے نکل جائیگا اور آپ کا دل اللہ سے چپکنا چلا جائے گا جو خالق مقناطیس ہے جس کی پیدا کردہ مقناطیس سے آج دنیا کا گولا فضاؤں میں پڑا ہوا ہے، نیچے کوئی تھوٹی کھبا نہیں ہے۔ جو اللہ اتنا مقناطیس پیدا کر سکتا ہے کہ دنیا کا اتنا بڑا گولا جس پر سمندر اور پہاڑ سب لدے ہوئے ہیں بغیر کسی سہارے کے فضاؤں میں معلق پڑا ہوا ہے اس اللہ کے نام میں کتنی چپک کتنا مقناطیس اور کتنی کشش ہوگی۔ آہ! اللہ کا نام لے کر تو کچھ اپنی ذات پاک سے ایسا چپکالیں گے کہ ساری دنیا آپ کو ایک بال کے برابر لگ نہیں سکتی۔

مثنوی سے تبتل کی مزید وضاحت | اس تبتل اور یک سوئی کی تفسیر
مولانا رومی نے ایک اور واقعہ

میں عجیب انداز سے کی ہے۔ فرماتے ہیں کہ ایک مچھر نے حضرت سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں درخواست کی کہ حضرت یہ ہوا مجھ کو پیٹ نہیں بھرنے دیتی۔ جب بھوک میں کسی انسان کا میں خون چوستا ہوں تو ہوا آتی ہے اور میرے قدم اکھاڑ دیتی ہے اور مجھے میلوں بھگا دیتی ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا آتے مدعی ہو گئے، اب میں مدعا علیہ کو بلا رہا ہوں کیوں کہ مقدمہ کے فیصلہ کے لیے دونوں کا حاضر ہونا ضروری ہے اور ہوا کو حکم دیا کہ اے ہوا آجا۔ مچھر کا تجھ پر دعویٰ ہے۔ ہوا جو آتی تو مچھر صاحب بھاگے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہنسی آگئی کہ اچھا مدعی ہے کہ مدعا علیہ کے آتے ہی بھاگ گیا۔ تھوڑی دیر میں ہوا کو حکم دیا کہ اچھا واپس جا اور مچھر کو بلا یا کہ تم کیوں بھاگے۔ کہا کہ یہی تو رونا ہے کہ جب یہ ظالم ہوا آتی ہے تو میرے پیر اکھر جاتے ہیں اور بغیر بھاگے نہیں بنتی۔

یہ واقعہ بیان کر کے مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جب اللہ کا آفتاب دل میں آئے گا تو غیر اللہ کو بھاگنے کا راستہ نہیں ملے گا۔ نور کے آتے ہی ظلمت عائب ہو جائیگی بس اللہ کا نام لینا شروع کر دو۔ لیکن کسی اللہ والے کے مشورہ سے مولانا شاہ ابراہیم صاحب نے فرمایا کہ جس کا کسی بزرگ سے تعلق نہ ہو اور پیر بناتے ہوئے اس کے نفس کو شرم آ رہی ہو تو مشیر ہی بنالے۔ مشیر کے معنی ہیں اللہ کے راستہ کا مشورہ دینے والا۔ مشورہ سے بھی راستہ معلوم ہو جائے گا۔

اس آیت سے تصوف کے دو مسئلے ثابت ہو گئے۔ ذکر اسم ذات کا اور یکسوئی کا، آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ تَمَّ كَيْسُوْنِي اَس

لیے نہیں ہوتی کہ ذکر کے وقت تم کو دن کے کام یاد آتے ہیں کہ آج فلاں فلاں کام کرنا ہیں۔ جہاں بیچ اٹھائی اور وسوسے شروع کر بھی دکان سے ڈبل روٹی اور انڈا لینا ہے۔ اس کے بعد رات کو جب اللہ کا نام لینے بیٹھے تو یاد آیا کہ یہ کام کرنا ہے، وہ کام کرنا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے ہمارا نام لینے والو! میں مشرق کا رب ہوں تمہارا جو رب سورج کو نکال سکتا ہے اور دن پیدا کر سکتا ہے کیا وہ تمہارے دن کے کاموں کے لیے کافی نہیں ہو سکتا؟ کیا اسلوب بیان ہے۔ دیکھئے اللہ تعالیٰ کے کلام کی بلاغت کہ میں رب الشرق ہوں میں آفتاب نکالتا ہوں اور دن پیدا کرتا ہوں جو دن پیدا کر سکتا ہے وہ تمہارے دن کے کام نہیں بنا سکتا؟ دن پیدا کرنا زیادہ مشکل ہے یا پانچ کلو آٹا دینا مشکل ہے جس کی تمہیں فکر پڑی ہوئی ہے۔ ان وسوسوں کی طرف خیال نہ کرو جو شیطان تمہارے دلوں میں ڈالتا ہے۔ سوچ لو کہ ہمارا اللہ ہمارے دن بھر کے کاموں کے لیے کافی ہے اور جب رات میں وسوسہ آتے تو کہ دو وہ رب المغرب بھی ہے۔ جو اللہ رات کو پیدا کر سکتا ہے وہ رات کے کاموں کے لیے بھی کافی ہے۔

۱۔ تو لے اللہ کا نام

تیرا سب بنے گا کام

۲۔ اگے ارشاد ہے لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ غَيْرَ لَدُنْكَ لَوْ جِئْنَا تَهَارًا لَا إِلَهَ قَوْمِي هُوَ

اتنا ہی تم کو اللہ ملتا چلا جائے گا۔

نیکھتا آ رہا ہے رنگ گلشن

خس و خاشاک جلتے جا رہے ہیں

اللہ کی تجسلی غیر اللہ سے پاکی۔

ذکر نفی و اثبات کا ثبوت | تصوف میں دو اذکار ہیں۔ اسم ذات اور نفی و اثبات۔ فرمایا کہ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ جو

ہے اس سے صوفیاء کے ذکر نفی و اثبات کا ثبوت ملتا ہے۔ تفسیر مظہری دیکھیے آج میں تصوف کو تفسیروں کے حوالہ سے پیش کر رہا ہوں تاکہ علمائے سبھیوں کو تصوف یوں ہی صوفیوں کا بنایا ہوا ہے۔ کمال ہے قاضی شہناز اللہ پانی پتی رحمہ اللہ علیہ کا جن کے لیے ان کے پیر نے کہا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو پیش کروں گا اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے فرمایا کہ یہ شخص اپنے وقت کا امام بہتقی ہے وہ اپنی تفسیر میں تصوف کو قرآن پاک سے ثابت کر رہے ہیں۔ ذکر اسم ذات، قبل یعنی غیر اللہ سے یک سوئی اور ذکر نفی و اثبات تصوف کے یہ تین مسئلے ثابت ہو گئے۔

تصوف کے مسئلہ توکل کا ثبوت | آگے فرماتے ہیں فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا

جب میں اتنا بڑا رب ہوں کہ دن پیدا

کر سکتا ہوں اور رات پیدا کر سکتا ہوں تو پھر تم دن رات کے کاموں کے بارے میں وسوسے کیوں لاتے ہو، تم مجھ کو یعنی اللہ کو اپنا وکیل بنا لو۔ مجھ سے زیادہ کون تمہارا وکیل اور کارساز ہو سکتا ہے۔ اس آیت سے جو تمہارا مسئلہ توکل کا ثابت ہو گیا جس کی صوفیاء تعلیم دیتے ہیں۔

سلوک کے مقام صبر کا ثبوت | اور اگلی آیت سے سلوک کا ایک بہت

اہم مسئلہ قاضی شہناز اللہ پانی پتی رحمہ اللہ

علیہ ثابت کرتے ہیں اور وہ ہے دشمنوں کے مظالم پر صبر کرنا۔ دنیا دار صوفیوں کا مذاق اڑاتے ہیں کہ دیکھو تسبیح لیے مکار لوگ جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں وَأَصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَفْقُؤُونَ اور یہ لوگ جو جو باتیں کرتے ہیں ان پر صبر کرو۔ اسی طرح اللہ کے استی میں

نفس و شیطان بھی ستاتے ہیں۔ کبھی شیطان کہے گا کہ فلاں گناہ کر لو اور کبھی نفس بھی ستائے گا اور بار بار تقاضا کرے گا کہ ارے یہ شکل بہت حسین ہے۔ اس کو دیکھ ہی لو بعد میں توبہ کر لینا۔ نفس و شیطان کے درغلانے کے وقت بھی یہی آیت پڑھ دو :
وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ وَاذْكُرْ أَنَّكَ إِلَىٰ رَبِّكَ قَائِمٌ

اور صبر بن طریقہ سے ہوتا ہے اور صبر کے تین صے آتے ہیں یعنی فی، عن اور علی الصبر فی المصیبة۔

مصیبت میں صبر کرو، اس وقت اللہ پر اعتراض نہ کرو بلکہ رضی برضار ہو اور الصبر عن المعصیة مصیبت پر صبر کرو، گناہ کے کتنے ہی تقاضے ہوں لیکن اللہ کے راستہ پر جسے رہو اور الصبر علی الطاعة عبادت پر قائم رہو خواہ دل نہ چاہے اور عبادت میں مزہ نہ آتے لیکن معمولات نہ چھوڑو۔ یہ صبر کی تین قسمیں ہیں۔ تو بظنی دشمن یعنی نفس و شیطان جو کہیں اس پر بھی صبر کرو اور ان کے کہنے پر عمل نہ کرو۔ اسی طرح تمہارے ظاہری دشمن اور حاسدین تم پر اعتراض کریں گے کہ بڑے صوفی بن گئے گول ٹوپی لگاتے پھرتے ہیں تسبیح لے کر مخلوق کو دھوکہ دیتے ہیں۔ کسی کے اعتراف کا جواب نہ دو وَاصْبِرْ عَلَىٰ مَا يَقُولُونَ انکی باتوں پر صبر کرو۔

اور وَاهْفُجْرَهُمْ وَهَاجِرًا جَمِيلًا اور لُحُوبًا

کے ساتھ ان سے الگ ہو جاؤ۔ الگ ہونا یہ ہے کہ کوئی تعلق نہ رکھو اور خوبصورتی سے یہ ہے کہ ان کی شکایت اور انتقام کی فکر نہیں نہ پڑو اور یہ آخری مستند ہے تصوف کا ہجران جمیل جس کو تفسیر منظر ہی میں اس آیت سے ثابت کیا گیا ہے۔

ہجران جمیل کیسے

اور ہجران جمیل کی تفسیر مفسرین نے یہ کی ہے۔
 اَلْهَجْرَانُ الْجَمِيلُ الَّذِي لَا شَكُوٰى

فِيهِ وَلَا اِنْتِقَامَ نُوْبِصُوْرَتِيْ كَسَا تَحْتِ الْاَلْجِ هُوْنَا يَهْ جَس مِي شَكَا يْت نَهْ وَاوَر
 اِنْتِقَام كَا اِرَادَهْ بَهِيْ نَهْ هُو كِيُوْن كَهْ جَس نَهْ اِنْپَهْ دَشْمَن سَهْ اِنْتِقَام لِيَا دَهْ مَخْلُوْق مِيْ بَحْس
 گيا اور جو مخلوق میں بھنس گیا اس کو خالق کیسے ملے گا۔ اسی لیے علامہ ابوالقاسم قشیری رحمہ اللہ علیہ
 اپنے رسالہ قشیریہ میں فرماتے ہیں اِنَّ الْوَلِيَّ لَا يَكُوْنُ مُنْتَقِمًا وَ الْمُنْتَقِمُ
 لَا يَكُوْنُ وَا لِيَّ كُوْنِيْ وَا لِيَّ اللهُ مُنْتَقِمٌ نِهِيْسْ هُو تَا اور کوئی منتقم دلی اللہ نہیں ہو سکتا
 حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے کیا فرمایا تھا؟ لَا تَتْرِيْب
 عَلَيْنَا الْيَوْمَ تَمَّ پَر اَجْ كُوْنِيْ اِزَام نِهِيْسْ۔ ارے یہ تو شیطان نے ہمارے
 تمہارے درمیان فساد ڈلوا دیا تھا تم نے کوئی گڑبڑ تھوڑی کی تھی۔ آہ اپنے بھائیوں
 کی دجوئی بھی کر رہے ہیں تاکہ ان کو ندامت بھی نہ رہے۔

حضرت تھانوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دین کے خدام کو یہی اخلاق رکھنے
 چاہئیں ورنہ اگر بدلہ و انتقام کی فکر میں پڑے تو دل مخلوق میں بھنس جائے گا اور
 پھر دین کا کام نہیں ہو سکتا۔ لہذا اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے بیان القرآن کے
 حاشیہ میں مسائل السلوک کے تحت یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ مَنْ يَنْظُرْ اِلَى بَحَارِي
 الْقَضَاءِ لَا يُفِيْنِيْ اَيَّامَهٗ بِمُحَاَصَمَةِ النَّاسِ جَس شَخْص كِيْ نَظْر بَحَارِي قَضَا پَر حُوْتِي
 ہے مشیت الہیہ، اللہ تعالیٰ کے فیصلوں پر ہوتی ہے، وہ اپنی زندگی کے دنوں
 کو مخلوق کے جھگڑوں میں ضایع نہیں کرتا اور وہی کہتا ہے جو حضرت یوسفؑ نے
 فرمایا تھا کہ لَا تَتْرِيْب عَلَيْنَا الْيَوْمَ تَمَّ پَر كُوْنِيْ اِزَام نِهِيْسْ كِيُوْن كَهْ جَا نَسْتَهْ تَهْ
 کہ بغیر مشیت الہی کے یہ بھائی مجھے کنویں میں نہیں ڈال سکتے تھے۔

بھلا ان کا منہ تمہارے منہ کو آتے
یہ دشمن انہیں کے اُبھارے ہوئے ہیں

دُنیا میں جو تکلیف بھی پہنچتی ہے سب میں ہماری تربیت اور ہمارا نفع ہے
یہ سب اللہ تعالیٰ کے کوئی راز ہیں۔ لہذا جس کی نظر اللہ پر ہوتی ہے وہ کتنا ہے
کہ جاؤ میاں معاف کیا، مجھے اپنے اللہ کو یاد کرنا ہے، تمہارے چکر میں کیوں ہوں
اے معاف کیا اور دل کو اللہ کے ساتھ لگا دیا۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ خانقاہ
تھانہ بھون سے گھر تشریف لے جا

دل کو اللہ کے لیے خالی کر لیا

سہے تھے۔ مفتی شفیع صاحب بھی ساتھ تھے۔ حضرت نے جیب سے کاغذ نکالا پنسل
سے کچھ لکھا اور جیب میں رکھ لیا اور پوچھا کہ مفتی صاحب بتاؤ میں نے کیا کیا۔ عرض کیا
کہ حضرت آپ نے کاغذ نکالا پنسل نکالی اور کچھ لکھ کر جیب میں رکھ لیا اور مجھے کچھ نہیں معلوم
کو کیا کیا۔ فرمایا کہ ایک کام یاد آ گیا تھا۔ بار بار دوسو سو آ رہا تھا کہ کہیں بھول نہ جاؤں کہیں
بھول نہ جاؤں۔ دل اس میں مشغول ہو گیا تھا۔ میں نے اپنے دل کا بوجھ کاغذ پر رکھ کر دل
کو پھر اللہ کے لیے خالی کر لیا۔ یہ ہیں اللہ والے جو دل کو اللہ کے سوا کسی چیز میں مشغول نہیں
ہونے دیتے اور مخلوق کی خطاؤں کو معاف کر کے اپنے اللہ کے ساتھ مشغول ہو جاتے ہیں۔
ابنہ ایسے لوگوں سے خوب صورتی کے ساتھ الگ ہو جاتے ہیں کہ ان سے

انتقام لیتے ہیں اور ان کی شکایت و غیبت کرتے ہیں۔ جس کو اللہ سے تعلق ہوتا ہے
اس کو اتنی فرصت کہاں کہ مخلوق میں اُبھارے۔ وہ تو زیادہ سے زیادہ یہ دعا پڑھ لے
گا جو حدیث پاک میں ہے کہ اللہُمَّ اجْعَلْ نَارَنَا عَلَىٰ مَنْ ظَلَمَنَا (مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۹)
اے اللہ میری طرف سے آپ انتقام لیجئے جنہوں نے مجھ پر ظلم کیا۔ وہ تو اپنے معاملات

کو اللہ کے حوالے کر دے گا جیسے چھوٹا بچہ اپنے ابا سے کہہ دیتا ہے کہ ابا! انے نے ہم کو لٹا پکھ مارا ہے۔ اس کے بعد اس کو فکر بھی نہیں ہوتی کہ ابا کیا کریں گے۔ اسے اعتماد ہوتا ہے کہ ابا اپنی شفقت و محبت کی وجہ سے ضرور کچھ کریں گے۔ اسی طرح آپ بھی اللہ سے کہہ کر بے فکر ہو جائیے۔ دو رکعات صلوٰۃ حاجت پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے درخواست لگا کر بے فکر ہو جائیے اور اللہ کے ذکر اور تلاوت اور دین کے کام میں لگ جاتیے اس خیال کو بھی چھوڑیے کہ دیکھئے اللہ تعالیٰ اب کیا کرتے ہیں وہ ارحم الراحمین ہیں جو بات ہمارے لیے مفید ہوگی اس کا ظہور فرمادیں گے۔

تین دن سے زیادہ ترک کلام کی تفصیل | تو ہجران میل یہ ہے کہ منڈیل اور معاندین سے جدا ہو جاؤ

مگر انتقام نہ لو، نہ شکایت کرو۔ تین دن سے زیادہ بونا چھوڑ دینا جو حرام ہے، یہاں تک لیے ہے جو معمولی دنیاوی باتیں ہو جاتی ہیں کہ شادی میں نہیں آئے، نمی میں نہیں آئے یا باتوں باتوں تکرار ہو گئی اور کوئی سخت جملہ زبان سے نکل گیا لیکن جو مسلسل ستا رہا ہو مستقل موذی ہو، جس کا مزاج ہی بچھو کی طرح ہو کہ جب آتا ہے فتنہ مچاتا ہے، بھاتی بھاتی کو لڑا دیتا ہے، کوئی ایسی بات کہہ جاتا ہے کہ اب میاں بیوی میں لڑائی ہو رہی ہے ایسے مفسدین کے لیے ملا علی قاری شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ ایسے شخص سے ہمیشہ کے لیے ترک تعلق جائز ہے چاہے وہ دینی ضرر پہنچا رہا ہو یا دنیا کا اور فرمایا کہ رُبَّ هَجْرٍ جَمِيلٍ خَيْرٌ مِنْ تَحَا لَطَةٍ مُؤَذِيَةٍ بعض جدائی موذی میل جول سے بہتر ہے یعنی ایسے شخص سے جدا ہو جانا اس میل جول سے بہتر ہے جو مستقل ایذا کا سبب بنے رشتہ دار سے مجھے یہی کرنا پڑا جتنا جھکے جاؤ اتنا ہی اور اتنا تھا۔ بعضوں کے مزاج میں ایسا فساد ہوتا ہے کہ ان کی اصلاح محال ہے جیسے کتے کی دم کہ دس سال تک نلکی میں رکھو لیکن جب نکالو

گے تو ڈیرھی ہی نکلے گی۔ پھر جب میں نے ملا علی قاریؒ کی یہ شرح دیکھی تو مفتی رشید احمد صاحب سے تصدیق کی۔ فرمایا کہ اس پر محدثین کا بھی اجماع ہے اور فقہا کا بھی اجماع ہے اور حضرت علامہ شاہ ابراہیم صاحب کو بھی لکھا۔ حضرت نے فرمایا کہ بہترین مشورہ ہے۔ آخر میں کئی سال کے بعد ان کو ہدایت ہوئی اور معافی مانگ کر پھر آگئے البتہ ایسے معاملات میں پہلے اپنے بزرگوں سے مشورہ بھی کر لے تاکہ نفسانیت نہ ہو اب دو مسئلے رہ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے سورۃ منزل کے شروع میں فرمایا **يَا أَيُّهَا الْمَرْءُ الْقَلْبُ** اے چادر میں لپٹنے والے۔ اس عنوان خطاب سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان محبوبیت ظاہر ہوتی ہے۔ کفار کی باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو رنج ہوا جس کی وجہ سے آپ چادر میں لپیٹ گئے جیسا کہ اکثر غم میں آدمی چادر اوڑھ کر لیٹ جاتا ہے۔ معلوم ہوا کہ ایک سنت یہ بھی ہے کہ غم میں کبھی چادر اوڑھ کر لیٹ جائے۔ اگر لوگوں کے طنز و اعتراض سے یا گناہ چھوڑنے سے، کسی حسین کو نہ دیکھنے سے غم ہو تو چادر اوڑھ کر لیٹ جاؤ۔ چادر اوڑھنا بھی تو سنت ہے۔

قیام میل کا ثبوت | اس آیت میں قیام میل کا بیان ہے صوفیاء نے ہمیشہ نماز تہجد کا اہتمام کیا ہے۔ اب کیونکہ ضعف

کا زمانہ آگیا۔ اب اکثر لوگوں سے تین بجے رات کو نہیں اٹھا جاتا۔ لہذا حکیم الامت مجدد الملت علامہ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد الفتاویٰ میں اور علامہ ابن عابدین نے شامی (جلد نمبر ۵۰۶ صفحہ ۵۰۶) میں فرمایا کہ جو شخص عشاء کی نماز کے چار فرض اور دو سنت پڑھ کر وتر سے پہلے چند نفل پڑھے تو شخص بھی تہجد گزاروں کے ساتھ اٹھے گا۔ علامہ شامی نے روایت نقل کی ہے **وَمَا كَانَ بَعْدَ صَلَوةِ الْعِشَاءِ فَمُومِنَ اللَّيْلِ** (صفحہ ۵۰۶ جلد ۱) لہذا علامہ شامی فرماتے ہیں **فَإِنَّ سُنَّةَ التَّهَجُّدِ تَحْصُلُ بِالتَّنْفُلِ بَعْدَ صَلَوةِ**

العِشَاءِ قَبْلَ النَّوْمِ یعنی سنت تہجد کی حاصل ہو جائے گا اس شخص کو جو عشاء کی نماز کے بعد وتر سے پہلے چند نفل پڑھے اور ملا علی قاری کا قول ہے لَيْسَ مِنَ الْكَامِلِينَ مَنْ لَا يَقُومُ اللَّيْلَ (مرقاۃ صفحہ ۱۳۸ جلد ۲) جو قیام پل نہیں کرتا وہ کاملین میں سے نہیں ہے اور علامہ شامی لکھتے ہیں کہ کم سے کم دو رکعات تہجد بھی سنت سے ثابت ہے لہذا سونے سے پہلے اگر دو رکعات پڑھ لی جائیں تو کاملین کی فہرست میں شامل ہونے کے قابل ہو جائیں۔ دو رکعات تو ہر شخص پڑھ سکتا ہے پھر اگر آدھی رات کے بعد آنکھ کھل جائے تو سبحان اللہ کون منع کرتا ہے پھر کچھ نوافل پڑھ لیجئے۔ لیکن آج کل عام صحت کے حالات رات کے وقت اٹھنے کے عمل نہیں خصوصاً علم دین پڑھانے والوں کے لیے کہ دن بھر پڑھا کر دماغ پہلے ہی چورا ہو جاتا ہے لہذا ایسے کمزوروں کو چاہیے کہ وتر سے پہلے کم از کم دو رکعات پڑھ لیں تو بہ کی نیت سے حاجت کی نیت سے اور تہجد کی نیت سے دو رکعت میں تین منزے لیجئے اور بعد میں دعا کر لیجئے کہ اے اللہ جب سے بالغ ہوا ہوں میری مستلذات محرمہ کو معاف فرما دیجئے اور میری ان خوشیوں کو معاف کر دیجئے جن سے آپ ناخوش ہوئے ہوں غرض میرے ہر گناہ کو معاف فرما دیجئے اور میری دنیا و آخرت کی سب حاجتیں پوری کر دیجئے لیکن میری سب سے بڑی حاجت یہ ہے کہ آپ مجھے مل جائیے۔ آپ مجھ سے خوش ہو جائیے۔ آہ! اس سے بڑھ کر اور کیا حاجت ہوگی، اس سے بڑی ہماری اور کیا حاجت ہے کہ اے اللہ آپ ہم سے خوش ہو جائیے

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے

الہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

یعنی اے اللہ میں آپ سے آپ ہی کو مانگ رہا ہوں۔ بتاتے کسی باپ کے

کئی بیٹے ہوں۔ ایک کتا ہے کہ ابا مجھے اس پہاڑ پر ایک خوب صورت مکان بنوادیتے
کوئی کتا ہے کہ اپنی کار دے دیتے، کسی نے کہا کہ مجھے اپنے جنرل سٹور کی دکان دے
دیتے اور ایک بیٹا کتا ہے کہ ابا مجھے کچھ نہیں چاہیے مجھے تو آپ چاہیے ہیں آپ
مجھ سے خوش ہو جائیے۔ میں آپ سے آپ کو مانگتا ہوں۔ بتائیے باپ کس سے
زیادہ خوش ہوگا؟ اس سے ہی زیادہ خوش ہوگا جو صرف باپ کی رضا مانگتا ہے
اور سب سے زیادہ اس کو ہی دے گا۔ پس رب العالمین بھی ان بندوں کو سب سے
زیادہ دیں گے جو صرف اپنے رب کی خوشی مانگتے ہیں جو عاشق ذات حق ہیں، اللہ
سے اللہ کو مانگتے ہیں۔ یہ حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی
رحمۃ اللہ علیہ کا شعر ہے۔

کوئی تجھ سے کچھ کوئی کچھ مانگتا ہے
الہی میں تجھ سے طلب گار تیرا

غلاف کعبہ پکڑ کر حاجی صاحب یہ دُعا کر رہے ہیں کہ اے اللہ میں آپ سے
آپ کو مانگ رہا ہوں۔ کیا حوصلہ ہے، کیا بلندی عزا تم ہے، کیا بلندی فہم ہے، کیسا
مبارک شخص ہے وہ جو تخت و تاج سے، چاند و سورج سے، زمین و آسمان کے خزانوں
سے صرف نظر کر کے اللہ سے اللہ کو مانگتا ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہے جو تو میرا تو سب میرا فلک میرا زمین میری
اگر اک تو نہیں میرا تو کوئی شے نہیں میری

تو اس سورۃ پاک کے شروع میں قیام لیل کا مسئلہ نازل فرمایا۔ قِیَمِ اللَّیْلِ اِلَّا
قَلِيلاً سے معلوم ہوا کہ رات بھر مت جاگو ورنہ صحت خراب ہو جائے گی۔ جن صوفیوں
نے جوش میں رات بھر جاگنا شروع کیا کچھ دن کے بعد سب ختم اور طَلَبُ الْكُلِّ قَوْتُ

انکل کا مصداق ہو گئے۔ سب چھوڑ چھاڑ دیا حتیٰ کہ فرض بھی نہیں پڑھتے۔

تلاوت قرآن کا ثبوت | اس کے بعد قرآن شریف کو ترتیل سے پڑھنے کا حکم نازل فرمایا وَرَتَّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلاً

اور قرآن کو خوب صاف صاف پڑھو اور ترتیل کی تعریف کیا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ترتیل کی تفسیر منقول ہے تَجْوِيدُ الْحُرُوفِ وَمَعْرِفَةُ الْوَقُوفِ کہ حروف بھی صحیح ہوں یعنی مخارج سے ادا ہوں اور کہاں سانس توڑیں اس کی معرفت ہو

مہنتی کے اسباق کا ابتدا میں نازل ہونے کا راز | قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں کہ قیام ہل اور تلاوت قرآن یہ دونوں کام مہنتی کے اسباق ہیں۔ جتنے اولیاء اللہ ہیں آخر میں ان کو یہی دو شغف رہ جاتے ہیں رات کو تہجد پڑھنا اور قرآن کی تلاوت کرنا۔ یہ دو اعمال مہنتی کے سبق ہیں۔ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ سوال قائم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مہنتی کا سبق پہلے کیوں نازل فرمایا۔ دیکھتے پہلے موقوف علیہ پڑھاتے ہیں پھر بخاری شریف بنتی ہے لیکن یہاں معاملہ کیوں عکس ہوا۔ قیام ہل اور تلاوت قرآن تو آخری سبق ہے اور ذکر اہم ذات اور غنی و اثبات مبتدی و متوسط کے اسباق ہیں۔ تو اعلیٰ مقام اور آخری درجہ کا سبق پہلے کیوں نازل فرمایا اس میں کیا راز ہے اس اشکال کے جواب میں فرماتے ہیں کہ جن پر قرآن نازل ہو رہا تھا چون کہ وہ سیدائتہین تھے، سید الانبیاء تھے ان کے مقام نبوت کے علو و رفعت کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے پہلے مہنتی کا سبق نازل فرمایا۔ اس کے بعد پھر عالم امت کے لیے سبق نازل کیا۔ یہ ترتیب کاراز منکشف کیا علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ نے اُولَئِكَ اَبَائِي فَجِئِنِّي بِمِثْلِهِمْ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حضرت جلال آبادی کے چند نصایح | (جامع عرض کرتا ہے کہ اس وقت ایک صاحب

نے حضرت والا کو ایک مضمون بیان کرنے کے بارے میں یاد دلایا تو حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا) ما شاء اللہ شاہکاش۔ میں نے ان سے کہا تھا کہ مجھے یاد دلانا میں ان شاء اللہ تعالیٰ حضرت مولانا سچ اللہ خان صاحب جلال آبادی رحمہ اللہ علیہ کی بہن نصیحتیں سناؤں گا۔ حضرت آج سے آٹھ نو سال پہلے میری خانقاہ میں تشریف لائے تھے اور دو گھنٹے بیان فرمایا تھا جس میں سے تین خاص باتیں سناں ہوں۔

مکیہ رکھنے کی سنت | میں نے تکیہ لاکر حضرت کے داہنی طرف رکھنا تو فرمایا کہ بائیں طرف رکھو۔ تکیہ بائیں طرف

رکھنا سنون ہے۔

عرض الاعمال علی الاباء۔ | اور فرمایا کہ جب کوئی سلسلہ میں داخل ہوتا ہے

کبھی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہے تو سلسلہ کے تمام بزرگان دین کی رو میں اس کی طرف متوجہ ہو جاتی ہیں اور سب اس کے لیے دعا مانگتے ہیں۔ اگر یہ بات مولانا سچ اللہ خان صاحب بیان نہ کرتے، کوئی اور بیان کرتا تو اس پر یقین بھی نہ آتا لیکن مولانا جلیل القدر عالم اور جلیل القدر بزرگ ہیں انہوں نے فرمایا کہ سائے اولیاء کی دعائیں اور توجہات سلسلہ میں داخل ہونے والے کے ساتھ شامل ہو جاتی ہیں۔ اور اس کی دلیل جامع صغیر کی یہ روایت ہے۔

تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ عَلَى اللَّهِ وَتُعْرَضُ عَلَى
الْاَنْبِيَاءِ وَعَلَى الْاَبَاءِ وَالْاُمَمَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَفْرَحُونَ
بِحَسَنَاتِهِمْ وَتَزْدَادُ وُجُوهُهُمْ بَيَاضًا وَاشْرَاقًا فَاتَّقُوا اللَّهَ

وَلَا تُؤْذُوا مَوْتَاكُمْ - (جامع الصغیر صفحہ ۱۳۰، جلد ۱)
 اعمال پیش کیے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ کے سامنے دو شنبہ اور جمعرات کے
 دن اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جملہ پیغمبروں اور آباء و اجداد کے سامنے
 جمعہ کے دن۔ پس ان کی نیکیوں سے وہ خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہرے
 خوشی سے دکھنے لگتے ہیں پس اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو اپنی بد اعمالیوں
 سے تکلیف نہ دو۔

اس حدیث سے یہ قیاس کیا جاسکتا ہے کہ چاروں سلسلہ کے اولیاء اللہ جو ہیں یہ
 یہ ہمارے روحانی باپ دادا ہیں عالم برزخ میں ان کو اطلاع ہو جاتی ہے کہ آج فلاں
 شخص داخل سلسلہ ہوا ہے تو وہ سب اس کے لیے دُعائیں مانگتے ہیں۔

اہل سلسلہ کے لیے بشارت | تیسری بات یہ فرمائی کہ ریل میں انجن سے
 فرسٹ کلاس کے ڈبے بھی لگے ہوتے

ہیں جو نہایت شاندار ہوتے ہیں، سیٹیں بھی نہایت عمدہ ہوتی ہیں اور اسی ریل میں تھرڈ
 کلاس کے ڈبے بھی جڑے ہوتے ہیں جن کی سیٹیں بھی پھٹی ہوئی، اسکر و بھی ڈھیلے
 چوں چوں کی بھی آواز آرہی ہے، بل بھی رسہ ہیں لیکن اگر صحیح طرح ریل سے جڑے
 ہوتے ہیں تو جہاں فرسٹ کلاس کے ڈبے پہنچتے ہیں تھرڈ کلاس کے ڈبے بھی چوں
 چال کرتے ہوتے وہیں پہنچ جاتے ہیں۔ اسی طرح اللہ والوں سے جڑ جاؤ ان سے
 صحیح تعلق پیدا کر لو۔ اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ اگر عمل میں ان جیسے نہ بھی ہو سکے کچھ کمی بھی
 رہی تو بھی ان شاء اللہ تعالیٰ اس تعلق کی برکت سے توبہ و استغفار و ندامت کے سہلے
 ان کے ساتھ ہی مشور ہوں گے اور جنت تک پہنچیں گے۔ حضرت حکیم الامت
 مجدد ملت تھانوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اللہ والوں سے تعلق رکھنے والا اگر

کامل نہ بھی ہو سکا تو تائب ضرور ہو جائے گا، اگر کاٹین میں نہ اٹھایا گیا تو کم سے کم تائبین میں ضرور اٹھایا جائے گا۔ اگر زندگی بھر اصلاح نہ ہوئی لیکن مرنے سے کچھ پہلے ان بزرگوں کی برکت سے اللہ تعالیٰ اپنی محبت اور تعلق کو غالب کر کے اور غیر اللہ کے تعلق کو مغلوب کر کے اپنے پاس بلاتا ہے۔ اللہ والوں سے تعلق رکھنا صحیح نہیں جاتا۔ اس مفلوظ کو میں نے خود پڑھا ہے۔

یہ چوں کہ حضرت حکیم الامتؒ
اور مولانا مسیح الحسنانؒ

ارشاداتِ اکابر و دلائل کی روشنی میں

صاحب اور ہمارے تمام اکابر کی باتیں ہیں اس لیے ہمیں تو کسی دلیل کی حاجت نہیں ورنہ میں اپنے بزرگوں کے ارشادات کو مدلل پیش کر سکتا ہوں کہ اللہ والوں سے تعلق رکھنے والوں کو توفیق تو بہ کیوں ہوتی ہے اور ان کا خاتمہ ایمان پر کیوں ہوتا ہے۔ کیونکہ کوئی آدمی ایسا ہو سکتا ہے جو کچھ دے کہ ہم ان بزرگوں کو نہیں مانتے ہمیں تو دلیل چاہیے اس لیے مولوی کو چاہیے کہ مدلل اسلحہ بھی رکھے تاکہ ایسوں کو معلوم ہو جائے کہ ہمارے بزرگوں کے ارشادات بے دلیل نہیں۔ لہذا میں کہتا ہوں کہ ہمارے اکابر کا یہ ارشاد کہ اللہ والوں سے تعلق و محبت رکھنے والا دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہو سکتا اور اس کا خاتمہ ایمان پر ہوتا ہے اس کی دلیل بخاری شریف میں موجود ہے۔

مَنْ أَحَبَّ عَبْدًا لَا يُحِبُّهُ إِلَّا لِلَّهِ (بخاری شریف صفحہ ۸ جلد ۱)

جو شخص کسی بندے سے اللہ کے لیے محبت رکھتا ہے اس کو ایمان کی

مشحاس ملے گی۔

اس حدیث کے تین جز ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا ایمان اتنا قوی ہو کہ اللہ و رسول سے بڑھ کر کسی سے محبت نہ ہو۔ دوسرا یہ کہ ایمان اس کو اتنا محبوب ہو کہ کفر کی طرف

لوٹنا اس کو ایسا ناپسند ہو جیسے آگ میں ڈالا جانا ناپسند ہوتا ہے اور تیسرا یہ کہ
بھی سے صرف اللہ کے لیے محبت کرے۔ ان تینوں طبقوں کو از روئے حدیث
حلاوتِ ایمانی ملے گی اور حلاوتِ ایمانی کی شرح میں ملا علی قاری فرماتے ہیں۔
وَقَدْ وَرَدَانِ حَلَاوَةِ الْإِيمَانِ إِذَا دَخَلْتَ قَلْبًا لَا تَخْرُجُ مِنْهُ
أَبَدًا فَفِيهِ إِشَارَةٌ إِلَى بَشَارَةِ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ لَهُ (مرقاۃ صفحہ ۴، جلد ۱)
حلاوتِ ایمانی جس دل کو اللہ دیتا ہے پھر کبھی واپس نہیں لیتا۔ عطیہ شاہی ہے۔
شاہ کو غیرت آتی ہے کہ عطیہ دے کر واپس لے کیوں کہ وہ کریم ہے۔ لہذا اس میں
شخص کے لیے حسن خاتمہ کی بشارت ہے۔

اللہ والوں کی محبت سے حلاوتِ ایمانی ملی اور حلاوتِ ایمانی سے حسن خاتمہ ملا
اور یہ سب امام حدیث کی شرح سے پیش کر رہا ہوں۔ ملا علی قاری نے لکھا ہے مشکوٰۃ
کی شرح مرقاۃ میں دیکھ لیجئے۔ عربی عبارت تک پڑھتا ہوں تاکہ حضراتِ علماء کو
مزید یقین آجائے۔

لِيَزِدَّادُوا إِيْمَانًا مَعَ إِيْمَانِهِمْ سَوَامِي لِيَزِدَّادُوا إِيْمَانَهُمْ وَالْإِسْتِثْبَاتِ
الْعَقَلِيَّةِ الْمُنُورِ وَثَبَّتَهُ بِالْإِيْمَانِ الْحَالِيَةِ الْوَجْدِ الْإِيْمَانِيَّةِ الذَّوْقِيَّةِ

بس اب دعا کر لیجئے

(جامع عرض کرتا ہے کہ اس مقام پر احقر نے عرض کیا کہ حضرت والا نے ذکر مثبت
کی تشریح فرمائی تھی اور ذکر منفی کی تشریح کچھ باقی رہ گئی تھی تو فرمایا کہ، یاد کی دو قسمیں ہیں۔
نمبر ایک یاد مثبت اور نمبر دو یاد منفی۔ یاد مثبت ہے امتثال اور یاد منفی گناہ کو چھوڑنا
ہے۔ حقیقی ذکر وہ ہے جو ہر وقت کی عبادت اور احکام کو مان لے اور گناہ کے تقاضوں
کو روک لے اور صبر کرے ورنہ جو عبادت کے گنے کار توں چوستلے لیکن گناہوں

کے جو گئے منہ کو لگے ہوئے ہیں ان کو نہیں چھوڑتا یہ حقیقت میں ڈاکر نہیں کیونکہ گناہوں کے رس اور لذت کو چھوڑے بغیر اللہ نہیں ملتا۔ اسی لیے لا الہ الا اللہ ہے الا اللہ پر۔
 الا اللہ ملنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے پہلے لا الہ الا اللہ فرمایا کہ غیر اللہ سے جلن چھڑاؤ اگر ہمیں حاصل کرنا چاہتے ہو تو مردوں سے مرنے والوں سے پختہ زندہ حقیقی ملے گا
 لیکن گناہ چھوڑنا جس کو مشکل معلوم ہو رہا ہو وہ کسی
ترک گناہ کا آسان طریقہ
 شیخ کی صحبت میں چالیس دن رہ لے انشاء

اللہ تعالیٰ سب کام بن جائے گا۔ حکیم الامت ننھا لوی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو اپنے شیخ کے ساتھ چالیس دن رہ لے اس میں ایک حیات ایمانی اور نسبت مع اللہ پیدا ہو جائے گی جیسے اکیس دن مرغی کے پروں میں انڈا رہے تو اس میں جان آجاتی ہے یا نہیں؟ پھر وہ خود چھلکا توڑ کر باہر آجاتا ہے۔ تو فرمایا کہ چالیس دن کسی اللہ والے کے پاس رہ لو لیکن اس طرح سے کہ خانقاہ سے باہر نہ جاؤ۔ حتیٰ کہ پان کھانے بھی نہ جاؤ، حدود خانقاہ میں پڑے رہو، ان شاء اللہ چالیس دن میں نسبت مع اللہ عطا ہو جائے گی اور یہ بھی فرمایا کہ قیام خانقاہ میں تسلسل بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں کہ دس دن رہے پھر گھر چلے آئے اور پھر جا کر دس دن لگا دیئے۔ چار قسطوں میں چالیس دن پورے کیے۔ اس سے خاطر خواہ فائدہ نہیں ہوگا۔ اگر مرغی اور انڈے میں اکیس دن کا تسلسل نہ ہو، کبھی مرغی کو ہش کر کے بھگا دیا یا انڈے کو مرغی کے نیچے سے نکال لیا اور دس گھنٹہ کے بعد پھر رکھ دیا تو اس فصل سے تسلسل کی کمی سے انڈے میں جان نہیں آئے گی اور اس میں بچہ نہیں پیدا ہوگا۔ اسی طرح مسلسل چالیس دن شیخ کی صحبت میں رہے تو نفع کامل ہوگا۔

انوار یقین اہل اللہ کے قلوب سے ملتے ہیں | ایک شخص نے لکھا کہ حضرت
کیا شیخ سے صرف

خط و کتابت سے ہم دلی اللہ نہیں ہو سکتے۔ فرمایا کہ اگر بیوی لاہور میں اور شوہر کراچی میں ہے
اور دونوں عمر بھر خط و کتابت کرتے رہیں تو کیا بچہ پیدا ہوگا؟ اصل میں شیخ کی خدمت
میں جسم کے ساتھ حاضر رہنے سے شیخ کے قلب سے مرید کے قلب میں انوار یقین و
انوار نسبت منتقل ہوتے رہتے ہیں۔ کتابوں سے ہمیں شریعت کے کیات ملتے ہیں یعنی
مقادیر احکام شرعیہ کہ مغرب کی تین رکعات ہیں، عشاء کی چار، فجر کی دو ہیں وغیرہ لیکن
کس کیفیت سے ہم نماز پڑھیں کس درجے سے سبحان ربی الاعلیٰ کہیں کس کیفیت ایمانی سے اللہ کا نام لیں یہ کیفیت
ملتی ہیں اللہ والوں کے سینوں سے۔ کیات احکام شرعیہ کے ملتے ہیں کتابوں سے اور
کیفیات ایمانیہ ملتی ہیں اہل اللہ کے سینوں سے ان کے دل کا نور یقین ان کے پاس
بیٹھنے والوں کے دلوں میں منتقل ہو جاتا ہے۔ اسی لیے حضرت حکیم الامت مجدد الملت
مولانا اشرف علی تھانویؒ نے فرمایا کہ اے علما۔ دین! میرے علم میں جو برکت آپ دیکھ
رہے ہیں یہ خالی کتب بینی سے نہیں حاصل ہوتی بلکہ قطب بینی سے حاصل ہوتی ہے
میں نے کتب بینی کے ساتھ قطب بینی بھی کی ہے۔ میں نے شیخ العرب و العجم حضرت
حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی کی زیارت کی، مولانا گنگوہی کی زیارت کی، مولانا
یعقوب نانوتوی کی زیارت کی۔ یہ حضرات اپنے وقت کے قطب تھے۔ اگر آج
بھی وہ علما۔ دین جن کا تعلق کسی سے نہ ہو اگر کسی اللہ والے سے جس سے مناسبت ہو
تعلق قائم کر لیں تو زندگی کا مزہ آجائے۔

لیکن مناسبت شرط ہے بدون مناسبت
کے نفع نہیں ہوتا۔ خون اس کا چڑھواتے

نفع کا مدار مناسبت پر ہے

ہیں جس سے خون کا گروپ ملتا ہو۔ جس سے مناسبت ہو اس کے پائے رنگ میں چلیں دن لگانا کیا مشکل ہے۔ اگر اصلاح ہو جائے اللہ مل جائے، جنت مل جائے تو ایسے چلیں دن کی کیا حقیقت ہے۔ سستا سودا ہے۔ آپ سے جو خطاب کر رہا ہے سولہ برس شاہ عبدالغنی صاحب کی خدمت میں رہا ہے۔ سترہ سال کی عمر میں بیعت ہوا۔ جوانی دے کر اور ایک عمر گزار کر اور اللہ والے کی خدمت میں رہنے کا مزہ چکھ کر کچھ رہا ہوں کیونکہ ایک آدمی اگر خود چکھنے نہ ہو اور بیان کر رہا ہو، چکھنے کی تلقین کر رہا ہو تو دوسرے کو تمہیں کا حق ہوتا ہے لیکن الحمد للہ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے بدون اتحاق ایک عمر شیخ کی خدمت میں رہنے کا موقع عطا فرمایا یہاں تک کہ شیخ کی رُوح نے میرے سینے پر واز کی۔ میں نے دُعا بھی کی تھی کہ اے اللہ جب تک شیخ کی زندگی ہے کبھی مجھے شیخ سے جُدا نہ فرمائیے۔ اب بھی شیخ سے بے نیاز نہیں ہوں۔ فوراً حضرت مولانا شاہ ابراہیم صاحب دامت برکاتہم کو پیر بنایا، عجب و کبر و جاہ کے لیے شیخ کی ڈانٹ اکیر ہوتی ہے اگر شیخ نہ ہو تو نہ معلوم کتنے مہلک امراض پیدا ہو جاتے ہیں اور مرید کو پتہ بھی نہیں چلتا، اللہ کا شکر ہے کہ آج بزرگوں کی دُعاؤں کے صدقہ میں یہ آپ لوگ میرے پاس بیٹھے ہوئے ہیں۔ بزرگوں کی نظر پڑی ہوئی ہے۔ ایک کتا دلی کی مسجد فتحپوری کے دروازہ پر بیٹھا ہوا تھا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کے بیٹے تفسیر موضع القرآن کے مصنف شاہ عبدالقادر صاحب کئی گھنٹے ذکر و عبادت و تلاوت کے بعد مسجد سے نکلے۔ قلب کا نور چمک کر آنکھوں میں آ رہا تھا **سَيَمَّا هُوَ فِي وَجْهِهِ مَنُ انَّ الشُّجُودِ۔ سَيَمَّا مَيَّا چيز ہے هُوَ نُورٌ يَنْظُرُ عَلَى الْعَابِدِينَ يَبْدُو مِنْ بَاطِنِهِ إِلَى ظَاهِرِهِ** دل کا نور آنکھوں میں آ گیا تھا۔ مسجد سے نکلے تو اس کے پرنظر پڑ گئی۔ حاجی امداد اللہ صاحب کا ارشاد حکیم الامت تھانوی نقل کرتے ہیں کہ وہ کتا جہاں جاتا تھا

دہلی کے سارے کتے اس کے سامنے ادب سے بیٹھ جاتے تھے گویا کتوں کا پیر بن گیا اس مقام پر حکیم الامت نے آہ کی ہے۔ حسن العزیز میں محفوظ ہے۔ فرمایا کہ ہائے جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہیں گے۔ یہ جوش میں آ کر آہ کر کے فرمایا دوستو حکیم الامت کی آہ کی تو ہمیں قدر کرنی چاہیے کس درد سے فرمایا کہ ہائے جن کی نگاہوں سے جانور بھی محروم نہیں رہتے تو انسان کیسے محروم رہیں گے

اہل اللہ کی قدر طالبِ خیر کو ہوتی ہے | ایک بات اور عرض کر دوں کہ
ایک شخص ایک گاؤں میں گیا

اس نے پوچھا کہ اس گاؤں میں ہلدی ہے۔ لوگوں نے کہا ہاں ہے۔ کیا یہاں ہلدی کا کیا بھاؤ ہے تو ایک بڑھے نے پوربی زبان میں کہا کہ ہلدی کا کوئی بھاؤ نہیں ہوتا جتنا چوٹ پرانے یعنی جتنا چوٹ میں درد ہوتا ہے اتنا ہی ہلدی کا بھاؤ ہوتا ہے درد زیادہ ہو تو ہلدی مہنگی درد نہ ہو تو ہلدی کی کیا قدر ہے۔ ایسے ہی اللہ والے اللہ کی محبت کی چوٹ رکھنے والے دلوں کے لیے مثل ہلدی کے ہیں لیکن چوٹ بھی تو ہو جس کے چوٹ ہی نہیں لگی، جس کو اللہ کی طلب ہی نہیں ہے وہ ظالم کیا جانے کہ اللہ والے کیا ہیں جس کے قلب میں جتنی زیادہ اللہ کی محبت اور طلب اور پیاس ہوتی ہے اتنی ہی اہل اللہ کی قدر ہوتی ہے۔ منزل کی محبت رہبر کی محبت کے لیے سترہم ہے اور منزل کی محبت جتنی کمزور ہوگی رہبر کی محبت بھی اتنی ہی کمزور ہوگی۔ جو عاشق منزل ہے وہ عاشقِ زہر بھی ہوتا ہے اور جو منزل کا عاشق نہیں وہ رہبر کا عاشق بھی نہیں ہوتا۔ کتا ہے کہ وہ بھی آدمی ہیں اور ہم بھی آدمی ہیں۔ ان کے بھی ایک ناک اور دو کان ہیں، ہمارے بھی ایک ناک اور دو کان ہیں۔ بیک بینی درد و گوش یہ بھی بیٹھے ہیں اور ہم بھی۔ حضرت حاجی

صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جسے اللہ والے سے جتنا زیادہ حسن ظن ہوتا ہے، اتنا ہی زیادہ اللہ کا فضل اس پر مرتب ہوتا ہے اور کسی اللہ والے کو صرف اپنی نظر سے مت پہچانو۔ وقت کے اولیاء اللہ اور تربیت یافتہ علماء دین کی نظر سے پوچھو کہ ان کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے کیوں کہ ہماری نظر کیا ہے بیمار کی نظر ہے۔

زندگی کا ویزا | عرض جلدی جلدی تیاری کر لیجئے۔ دوستو! آج کل امر جنسی ویزے آرہے ہیں۔ زندگی کی قدر کر لیجئے۔ دیکھتے ہو شریف

میں مولانا سعدی چلتے پی رہے تھے، بالکل جوان سب بال کالے کہ چائے کی پیالی ہاتھ سے گرمی اور ختم زیادہ لمبے چوڑے منسوبے مت بنائیے کہ بھی تو بہت عمر پڑی ہے ذرا دنیا بنا لوں پھر آخرت کا دیکھا جائے گا۔ دوستو! یہ سب دھوکہ ہے زندگی کا ویزا نامعلوم المیعاد اور ناقابل توسیع ہے۔ اس لیے جلدی اللہ کی آغوش رحمت میں گر جاتیے اللہ پر فدا ہونا بھی اللہ والوں سے آتے ہے اس لیے ہمارے تمام اکابر کا مشورہ ہے کہ جس کا تعلق کسی شے ہو وہ کسی اللہ والے سے جس سے مناسبت ہو صلاحی تعلق قائم کرے۔ مولانا محمد حسن صاحب تھانوی جو حضرت تھانوی کے قریبی عزیز تھے اور صحابۃ المسلمین میں خواجہ صاحب کے اشعار خواجہ صاحب کے طرز میں سناتے تھے، کراچی آئے، رات کو کھانا کھا کے سو گئے۔ رات کو دو بجے دل میں درد ہوا اور تھوڑی دیر میں ختم ہو گئے۔ کیا پتہ تھا کہ یہ اتنی جلدی جانے والے ہیں ہی لیے کتنا ہوں۔

نہ جانے بلا لے پیا کس گھڑی

تو رہ جائے تکتی کھڑی کی کھڑی

(بیان کے بعد موسم اور زیادہ خوش گوار ہو گیا فضا ابر آؤد ہوگی اور بارش کی ہلکی

ہلکی پھوار پڑ رہی تھی سامنے سبزہ سے لدے ہوئے فلک بوس پہاڑوں کا

سلسلہ نہایت خوش نما منظر پیش کر رہا تھا اس وقت یہ ارشاد فرمایا جو نقل کر

رہا ہوں۔ (جامعہ)

یا جبّالِ اَحْرَمِ یا جبّالِ اَحْرَمِ | ان رنگین پہاڑوں کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے جیسے
 دُلمن سبھی ہوئی ہے۔ ان کو دیکھ کر الحمد للہ حرم کے
 پہاڑوں کو یاد کرتا ہوں۔ دنیا کی رنگینیوں سے اختر اپنے بزرگوں کی جوتیوں کے صدقہ میں
 دھوکہ میں نہیں آتا۔ ان پہاڑوں کو دیکھ کر میں نے فوراً یہ شعر پڑھا جو میرا ہی ہے۔

میری نظروں میں تم ہو بڑے محترم

یا جبّالِ اَحْرَمِ یا جبّالِ اَحْرَمِ

اے حرم کے پہاڑو! خدائے تعالیٰ نے اپنے بیت اللہ کے لیے تمہیں اپنا پڑوسی
 بنایا ہے۔ تم سے بڑھ کر کون ہو سکتا ہے۔ تم کو دیکھ کر تجلی کعبہ یاد آتی ہے کعبہ ڈالا یاد
 آتا ہے اور ان رنگین پہاڑوں کو دیکھ کر دل ان میں بھنس جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حرم
 کے پہاڑوں کو چٹیل رکھا تاکہ میرے حاجیوں کا دل کہیں پہاڑوں کی رنگینیوں میں بھنس
 جائے تاکہ طواف کرتے رہیں ملتئم سے چپکے رہیں ورنہ کبیرہ لیے ہوئے رنگین
 پہاڑوں سے چپکے رہتے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا تگورینی راز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مکہ شریف
 میں میرے دل میں ڈالا اور افریقہ کے پہاڑوں پر بھی کہا کہ یہ کتنے ہی خوشنما ہوں مگر
 مجھے تو اللہ کے گھر کے پہاڑ یاد آرہے ہیں کیوں کہ ان کو دیکھ کر اللہ یاد آتا ہے اور ان کو
 دیکھ کر دل دنیا کی رنگینیوں میں بھنس جاتا ہے اور یہاں کافر سیاح پہنچتے ہیں اور ان
 پہاڑوں پر کوئی کافر نہیں جاسکتا۔ اللہ نے ان کو اپنے دوستوں کے لیے رکھا ہے۔ پس جو
 پہاڑ منظور نظر انبیاء ہیں جو پہاڑ منظور نظر اولیاء ہیں ان کو یہ ظالم کیا پاسکتے ہیں جہاں کافر
 زنا کرتے ہیں اور شراب پیتے ہیں۔ ان کی پستیاں بھلا کیا پاسکتی ہیں ان عظمتوں کو جہاں

جغرافیائی اعتبار سے اللہ تعالیٰ نے اپنا گھر بنایا ہے اور ہر شخص جو اپنا گھر بناتا ہے سب سے اچھی جگہ بناتا ہے۔ تو سمجھ لیجئے اللہ تعالیٰ اپنا گھر جس جگہ بنائیں اس سے بہتر کون سی جگہ ہوگی۔ لہذا سب سے بہتر وہ ماحول، وہ جغرافیہ وہ جگہ ہے جہاں اللہ نے اپنا گھر بنایا ہے۔ اس سے بہتر دنیا میں کوئی جغرافیہ نہیں ہو سکتا۔

ہجرت کا تکوینی راز | ایک اور دوسرا مضمون مکہ شریف میں اللہ تعالیٰ نے مجھ سے بیان کرا دیا تھا جس پر مدرسہ صوفیہ کے مہتمم مولانا شمیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھر ک اٹھے تھے۔ میں نے عرض کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہیں۔ اگر چاہتے تو اپنے نبی کو ہجرت پر مجبور نہ ہونے دیتے۔ سارے ابوہل و ابولسب کے لیے ایک فرشتہ بھیج دیتے جو سب کی گردن دبا دیتا لیکن ایک تکوینی راز سے اپنے نبی کو اللہ نے مدینہ پاک میں رکھا تاکہ حاجی حج کرنے جب بیت اللہ آئیں تو اللہ پر فدا رہیں اور جب مدینہ پاک جائیں تو روضہ مبارک پر رسول اللہ پر فدا رہیں۔ اگر روضہ مبارک مکہ میں ہوتا تو دلوں کے دو ٹکڑے ہو جاتے۔ طواف کرتے ہوئے دل چاہتا کہ روضہ مبارک پر صلوٰۃ و سلام پڑھتے اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے ہوئے دل چاہتا کہ طواف کرتے، ملتم پر ہوتے پس اللہ تعالیٰ نے ہمارے دلوں کو پاش پاش ہونے سے بچا لیا کہ جب بیت اللہ میں رہو تو خدا پر فدا رہو اور جب مدینہ میں رہو تو رسول خدا پر فدا رہو اور صلوٰۃ و سلام پڑھتے رہو۔ مولانا شمیم نے کہا کہ مضمون جلد ہی نوٹ کرو آج زندگی میں پہلی دفعہ سن رہا ہوں۔ اس سے پہلے نہ کسی کتاب میں دیکھا نہ کسی سے سنا۔ میں نے کہا کہ یہ اللہ والوں کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔ اختر کا کوئی کمال نہیں۔ بزرگوں کی دُعائیں لگی ہیں ان کی نظر میں پڑی ہوتی ہیں۔ اگر کتے پر اللہ والوں کی نظر سے اثر ہو سکتا ہے تو اختر پر تو اکھ لہ بہت زیادہ اللہ والوں کی نظر میں پڑی ہیں۔

وَعِثْ

اب دُعا کر لیجئے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنی محبت کا مد عطار فرمائے۔
 یا اللہ! آپ کا نام بہت بڑا نام ہے۔ جتنا بڑا آپ کا نام ہے ہم
 سب پر اتنی رحمت فرما دیجئے۔ ہماری دُنیا بھی بنا دیجئے۔ آخرت بھی بنا دیجئے اور ہم
 سب کو ہماری اولاد کو ہمارے رشتہ داروں کو اللہ والا بنا دیجئے صاحب نسبت بنا
 دیجئے۔ جو صاحب نسبت نہ ہو اس کو نسبت عطار فرما دیجئے۔ جس کی نسبت ضعیف ہو
 اس کی قوی فرما دیجئے جس کی قوی ہو اس کی اقویٰ فرما دیجئے۔ ہم کو اور ہماری اولاد کو چلنے
 خاندان کو اور ہمارے رشتہ داروں کو؛ ہم سب کو اولیاء صدیقین کی آخری سرحد تک
 پہنچا دیجئے اور ہمارے گناہوں کو معاف فرما دیجئے۔ اے اللہ پہاڑوں کے دامن میں
 آپ کا جو کچھ نام لیا گیا اس کو قبول فرمائیے اور پہاڑوں کے ذرہ ذرہ کو اور پیروں کو اور
 تنکوں کو قیامت کے دن گواہ بنائیے۔ ہمارے ذکر کو قبول فرمائیے۔ ہم ہیں سے کسی
 کو محروم نہ فرمائیے۔ اختر کو اور جتنے حاضرین ہیں علماء کرام اور غیر علماء کرام سب کو صاحب
 نسبت بنا دیجئے اور اولیاء صدیقین کی جو آخری سرحد ہے جس کے آگے نبوت شروع
 ہوتی ہے اور نبوت اب ختم ہو چکی آپ ہمیں اپنے اولیاء کے آخری اور منتہائے مقام
 تک اپنی رحمت سے پہنچا دیجئے کیوں کہ آپ کریم ہیں اور کریم کے معنی ہیں الَّذِیْ
 يُعْطِیْ بِدُوْنِ الْاِسْتِحْقَاقِ وَالْمِنَّةِ کریم وہ ہے جو نالائقوں پر فضل کر دے لے
 اللہ مولانا رومی لے آپ کی شان میں فرمایا ہے۔

اے ز تو کس گشتہ جان ناکساں

دست فضل تست در جانہا رساں

اے اللہ بہت سے نالائق لوگ آپ کی رحمت سے لائق بن گئے، کتنے گنہگار

آپ کی رحمت سے ولی اللہ ہو گئے۔ ہماری نالائقوں پر رحم فرمائیے اور توبہ کی توفیق

عطا فرمائیے اور ہم سب کو اللہ والی زندگی اپنے دوستوں کی حیات نصیب فرمائیے ایک سانس ہم آپ سے غفلت میں گزارنے سے پناہ چاہتے ہیں اے خدا ہمیں ایسا ایمان دے یقین! ایسا خوف! ایسی خشیت! ایسی محبت! کاملہ عطا فرما کہ ہماری زندگی کی ہر سانس آپ پر فدا ہو جائے اور ایک سانس بھی ہم آپ کو ناراض نہ کریں۔

اے اللہ! رسی یونین کی سر زمین پر ہمارے بزرگوں کی ایک خانقاہ بھی بنا دیجئے اس بے پردگی و عریانوں کے ماحول میں بہت سے اولیاء اللہ پیدا فرمائیے جو مسلمانوں کی راہنمائی کر سکیں اور ان مرنے والی اور مرنے والی لاشوں کے خمیٹ ذوق اور خمیٹ محبتوں سے ہمارے قلوب کو پاک فرما دیجئے۔ اے اللہ! خالق جنت! اے خالق لیائے کائنات! اے مولائے کائنات! ہمیں دنیا کی لیائے کائنات سے بے نیاز فرما دیجئے۔ اپنے قرب کی تجلیات میں ہم کو مشغول فرما اور ان مردوں کے چکر سے ہم کو نجات دے اور ہمارے دلوں کو غیر اللہ کی نجاستوں سے پاک فرما اور ہم سب کو ذکر شغل بنا دے۔ اللہ! اس تھوڑے سے وقت میں جو ہم نہیں مانگ سکے بغیر مانگے آپ سب کچھ عطا فرما دیجئے۔

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَلُكَ مِنْ خَيْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِيُّكَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ
تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِيُّكَ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنْتَ الْمُسْتَعَانُ وَعَلَيْكَ الْبَلَاغُ
وَالْأَحْوَالُ وَالْأَقْوَةُ إِلَّا بِاللَّهِ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَلُكَ بِأَنَّ لَكَ الْحَمْدُ
لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الْمَنَّانُ بَدِيعُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذُو الْعَجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ
يَا حَيُّ يَا قَيُّوْمُ اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَلُكَ بِحَقِّ اللَّهِ إِنَّكَ أَنْتَ اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا
أَنْتَ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَمْ يُولَدْ وَلَمْ يُولَدْ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا

أَحَدَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ مَيْلِكَ مُتَقَدِّرٌ مَا تَشَاءُ مِنْ أَمْرٍ يَكُونُ أَسْعِدُنَا
فِي الدَّارَيْنِ وَكُنْ لَنَا وَلَا تَكُنْ عَلَيْنَا وَانصُرْنَا عَلَى مَنْ أَبْغَى عَلَيْنَا وَ
أَعِدْنَا مِنْ هَمِّ الدِّينِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ وَشِمَاتَةِ الأَعْدَاءِ وَصَلِّ وَسَلِّمْ
يَا رَبِّ عَلِيٍّ نَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ
رَبِّ الْعَالَمِينَ يَا رَجَاءَ الْمُؤْمِنِينَ لَا تَقْطَعْ رَجَاءَ نَايَا غِيَاثِ المُسْتَغِيثِينَ
أَعِزَّنَا يَا مُعِينِ الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّنَا يَا مُحِبَّ التَّوَابِينَ تُبُّ عَلَيْنَا -

اے اللہ آپ ایمان والوں کی آخری امید ہیں۔ اگر آپ کے ہماری امیدیں
منقطع فرمائیں تو کون ہے جو ہماری امیدوں کو پورا کرے گا۔ اے اللہ ہمیں نفس و شیطان
کی غلامی سے نکال کر سو فیصد اپنی غلامی کا شرف عطا فرمائیے اور ہمیں حیات اولیائے
مشرف فرمائیے یا اللہ اس اجتماع کو قبول فرما، اس مکان کو قبول فرما اجتماع کرنیوالوں
اور انتظام کرنیوالوں کو قبول فرما۔ حاضرین کرام کو قبول فرما سائے والے کو قبول فرما سائے والوں کو قبول فرما

وَإِخْرُجْنَا مِنَ الْغَمِّ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَصَلَّى اللهُ تَعَالَى عَلَى خَيْرِ خَلْقِهِ
مُحَمَّدٍ وَآهِلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ بِرَحْمَتِكَ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ

احادیث

النَّظْرُ سَهْمٌ مِّنْ سِهَامِ ابْلِيسَ

نظر ابلیس کے تیروں میں سے ایک تیر ہے

یا جبکہ الحرم جبال الحرم

میری نظروں میں تم ہو بڑے محترم
یا جبال الحرم یا جبال الحرم

یہ دُعا تے حرم لذتِ ملتزم
ہو عطا سب کو یہ نعمتِ منتظم

اے خدا ہے فقط آپ کا یہ کرم
کر رہے ہیں جو ہم سب طوافِ حرم

آگیا سامنے روضہ محترم
جس کی زیارت کو یارب ترستے تھے ہم

رحمتِ دو جہاں کا ہے فیضِ تم
جن کے صدقے میں مسلم و مومن ہیں ہم

آپ ہی کے شرف سے یہ رتبہ ملا
اُنتِ سلسلہ ہے جو خیرِ الامم

ہیں سلاطینِ عالم بھی احرام میں
بن کے حاضر ہوئے ہیں گدائے حرم

میرے مالک یہ اختہ کی سُن لے دُعا
ہو معتد میں ہر سال دیدِ حرم